بچوں کے لئے مفید کتابوں

اللہ کے رسول	۰/۴۴	عید کا تحفہ	۰/۲۵
حضرت ابوبکرؓ	۰/۴۴	خاموش تبلیغ	۰/۲۵
حضرت عمرؓ	۰/۴۴	شہرت کا شوق	۰/۲۵
حضرت عثمانؓ	۰/۴۴	سچی کامیابی	۰/۲۵
حضرت علیؓ	۰/۴۴	مجاہد کی ڈائری	۰/۲۵
اچھی باتیں مکمل ۶ حصے	۳/۰	اسلامی فقہ اول	۲/۲۵
آسان فقہ	۰/۳۷	" دوم	۱/۴۵
اچھے قصے	۰/۳۷	بہادر لڑکیاں	۰/۴۰
حضرت عائشہؓ	۰/۷۵	سچے مسلمان	۰/۲۵
حضرت خدیجہؓ	۰/۵۰	داستان حق	۰/۲۵
حضرت سودہؓ	۰/۲۵	اللہ کے دشمن	۰/۲۵
اخلاقی کہانیاں	۱/۳۰	جنت کی کھڑکی	۰/۲۵
عام معلومات	۴/۵۰	کہانیاں اول	۰/۳۱
حضرت آدمؑ	۰/۳۷	" دوم	۰/۳۱
قصص الانبیاء	۲/۲۵	چٹکلے	۰/۳۱
بیٹے کو نصیحت	۰/۲۵	پہیلیاں	۰/۳۱
ہاتھیوں والے	۰/۲۵	انوکھا عجائب خانہ کامل ۴ حصے	۱/۸۰
غار والے	۰/۲۵	بجلی کی کہانی	۰/۵۰
گاؤں والے	۰/۲۵	دنیا کے بچے	۰/۶۵

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

جرائد
٣٦٠
٥٩٢٩٩

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

خزینۃ الکتب
ندوۃ العلماء لکھنؤ

مدیر
محمد ثانی حسنی

معاون
امۃ اللہ تسنیم

جرائد
۳۱۷۰
۵۹۲۹۹

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

ایڈیٹر
محمد ثانی حسنی

معاون
امۃ اللہ تسنیم

جلد نمبر ۱۲ جنوری و فروری ۱۹۶۸ء شوال و ذی قعدہ ۱۳۸۷ھ شمارہ نمبر ۱-۲

چندہ سالانہ

ہندوستان: پانچ روپیہ پاکستان: پانچ روپیہ ممالک غیر بحری ڈاک ۱۰ شلنگ

اس پرچہ کی قیمت: ۱۰۰ پیسے

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ
سید حسن حسنی صاحب قافلہ اسٹریٹ ۳/۱۳ قاسم آباد کراچی ۱۹

یاد رکھیے

(۱) ۱۰ تاریخ تک اگر پرچہ نہ ملے تو فوراً اپنا پتہ مع خریداری نمبر سے مطلع کیجیے (۲) ترسیل زر اور خط و کتابت کے وقت اپنا نمبر خریداری ضرور لکھیے (۳) چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملتے ہی اپنا چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کیجیے اگر رسالہ منگانا منظور نہ ہو تو بلا تاخیر خط لکھیے

دفتر کا پتہ
ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

ندوة العلماء

کلنڈر ۱۹۶۸ء

جنوری

اتوار		۷	۱۴	۲۱	۲۸
پیر	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
منگل	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
بدھ	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱
جمعرات	۴	۱۱	۱۸	۲۵	
جمعہ	۵	۱۲	۱۹	۲۶	
ہفتہ	۶	۱۳	۲۰	۲۷	

فروری

اتوار		۴	۱۱	۱۸	۲۵
پیر		۵	۱۳	۱۹	۲۶
منگل		۶	۱۳	۲۰	۲۷
بدھ		۷	۱۴	۲۱	۲۸
جمعرات	۱	۸	۱۵	۲۳	۲۹
جمعہ	۲	۹	۱۶	۲۳	
ہفتہ	۳	۱۰	۱۷	۲۴	

مارچ

اتوار	۳۱	۳	۱۰	۱۷	۲۴
پیر		۴	۱۱	۱۸	۲۵
منگل		۵	۱۲	۱۹	۲۶
بدھ		۶	۱۳	۲۰	۲۷
جمعرات		۷	۱۴	۲۱	۲۸
جمعہ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
ہفتہ	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰

اپریل

اتوار		۷	۱۴	۲۱	۲۸
پیر	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
منگل	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
بدھ	۳	۱۰	۱۷	۲۴	
جمعرات	۴	۱۱	۱۸	۲۵	
جمعہ	۵	۱۲	۱۹	۲۶	
ہفتہ	۶	۱۳	۲۰	۲۷	

مئی

اتوار		۵	۱۲	۱۹	۲۶
پیر		۶	۱۳	۲۰	۲۷
منگل		۷	۱۴	۲۱	۲۸
بدھ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
جمعرات	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
جمعہ	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱
ہفتہ	۴	۱۱	۱۸	۲۵	

جون

اتوار	۳۰	۲	۹	۱۶	۲۳
پیر		۳	۱۰	۱۷	۲۴
منگل		۴	۱۱	۱۸	۲۵
بدھ		۵	۱۲	۱۹	۲۶
جمعرات		۶	۱۳	۲۰	۲۷
جمعہ		۷	۱۴	۲۱	۲۸
ہفتہ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹

جولائی

اتوار		۷	۱۴	۲۱	۲۸
پیر	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
منگل	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
بدھ	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱
جمعرات	۴	۱۱	۱۸	۲۵	
جمعہ	۵	۱۲	۱۹	۲۶	
ہفتہ	۶	۱۳	۲۰	۲۷	

اگست

اتوار		۴	۱۱	۱۸	۲۵
پیر		۵	۱۲	۱۹	۲۶
منگل		۶	۱۳	۲۰	۲۷
بدھ		۷	۱۴	۲۱	۲۸
جمعرات	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
جمعہ	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
ہفتہ	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱

ستمبر

اتوار	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
پیر	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
منگل	۳	۱۰	۱۷	۲۴	
بدھ	۴	۱۱	۱۸	۲۵	
جمعرات	۵	۱۲	۱۹	۲۶	
جمعہ	۶	۱۳	۲۰	۲۷	
ہفتہ	۷	۱۴	۲۱	۲۸	

اکتوبر

اتوار		۶	۱۳	۲۰	۲۷
پیر		۷	۱۴	۲۱	۲۸
منگل	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
بدھ	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
جمعرات	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱
جمعہ	۴	۱۱	۱۸	۲۵	
ہفتہ	۵	۱۲	۱۹	۲۶	

نومبر

اتوار		۳	۱۰	۱۷	۲۴
پیر		۴	۱۱	۱۸	۲۵
منگل		۵	۱۲	۱۹	۲۶
بدھ		۶	۱۳	۲۰	۲۷
جمعرات		۷	۱۴	۲۱	۲۸
جمعہ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
ہفتہ	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰

دسمبر

اتوار	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
پیر	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
منگل	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۳۱
بدھ	۴	۱۱	۱۸	۲۵	
جمعرات	۵	۱۲	۱۹	۲۶	
جمعہ	۶	۱۳	۲۰	۲۷	
ہفتہ	۷	۱۴	۲۱	۲۸	

ندوۃ العلماء

فہرست

خدا کے نام سے — مدیر — ۵

قرآن کے آئینہ میں — مولانا ابوالحسن علی ندوی — ۷

حدیث کی روشنی میں — امۃ اللہ تسنیم — ۸

انسان کی تلاش — مولانا ابوالحسن علی ندوی — ۹

خطبۂ نکاح — مولانا عبدالماجد دریابادی — ۱۶

تو کس انتظار میں ہے؟ — وحید الدین خاں — ۲۹

کیوں نہ ہو نام ہی اس کا "رضوان" ہے — حافظ عبدالسمیع دھامپوری — ۳۱

سب سے پہلی شہید خاتون — نثار فاطمہ — ۳۳

اقوال زریں	غلام محمد عبدالباقی	۳۶
نور کے تڑکے میں	سید عبدالرب صوفی	۳۹
قرآن پاک اور اصول زندگی	بیگم اصغر حسین	۴۰
کافی ہیں مجھے مریم و زہرا	صالحۃ الزہرا	۴۲
ہماری خانگی مشکلات اور ان کا حل	(ترجمہ) محمد الحسنی	۴۵
حور جنت	حضور سہسوانی	۵۱
اخلاق کی فتح	سعید الرحمٰن اعظمی	۵۳
رحمت عالم	بہزاد لکھنوی	۵۵

محمد ثانی حسنی ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے تنویر پریس باغ گونگے نواب لکھنؤ میں چھپوا کر دفتر رضوان گوئن روڈ لکھنؤ سے شائع کیا۔

اداریہ

خُدا کے نام سے

اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ماہنامہ "رضوان" کا بارہواں سال شروع ہو رہا ہے، جس وقت ہم نے "رضوان" نکالا تھا اس کی بالکل اُمید نہ تھی کہ یہ چند سال بھی چل سکے گا اس لئے کہ نہایت نامساعد حالات اور پریشان کُن دور میں اس کو شروع کیا تھا لیکن خدا کے فضل و کرم سے یہ گیارہ سال بخیر و خوبی گذر گئے اور اب جنوری ۶۳ء سے بارہواں سال شروع ہو گیا ہے۔

یہ بارہواں سال اب پھر ایسے حالات میں شروع ہوا ہے کہ قدم قدم پر رکاوٹیں اور دشواریاں درپیش ہیں ایک طرف گرانی اور ہر ضرورت کی چیز کی کمیابی دوسری طرف دین اور علم دین سے بے توجہی اور اس بات سے بے فکری (کہ ہمارے بچے اور عورتیں اخلاق و حیا، دینداری کے جذبات پیدا کرنے والے لٹریچر کو پڑھیں اور بے حیائی پھیلانے والے رسالوں، ماہناموں، کتابوں سے دلچسپی نہ پیدا کریں) نے ہر اخلاق

قدر و قیمت اتنی گھٹادی ہے کہ ان
و حیا و پاکیزگی پھیلانے والے رسالوں کی قدر و قیمت اتنی گھٹادی ہے کہ ان کی حیثیت باقی نہیں رہ گئی ہے ہم نے رضوان نکالکر اور اتنے سال چلاکر اس سلسلہ کے بیشمار تجربات اٹھائے ہیں اور اب اس نتیجہ پر پہونچے ہیں کہ وہی رسالے باقی رہ سکتے ہیں جو عوام کے جذبات کی صحیح ترجمانی کرسکیں اور ظاہری بھڑک اور جذبات انگیز مضامین کے حامل ہوں یا ان کے پیچھے کسی جماعت کا ہاتھ ہو یا کسی ادارہ کی ملکیت ہو۔

افسوس ہے کہ رضوان کو مندرجہ بالا کسی خصوصیت کے حصول کا فخر حاصل نہیں ہے وہ اس طرح کے وسائل یا امداد و تعاون سے محروم ہے۔ ایسی صورت میں اگر پڑھنے والے یا اس کے ساتھ ادنیٰ سے ادنیٰ تعلق رکھنے والے اس سے انتہائی بےگانگی کا برتاؤ کریں اور سالانہ ترسیل زر میں تساہلی برتیں یا جنکے ذمہ اس کے مطالبات ہیں وہ ادائگی میں انتہائی طور پر غفلت برتیں تو ایسے حقیر و ناچیز اور بےیار و مددگار رسالہ کا کیا حشر ہوگا ہم نہیں چاہتے تھے کہ ایسے تلخ خیالات کا اظہار کریں مگر جب یہ دیکھتے ہیں کہ رسالہ تاریک مستقبل کی طرف جارہا ہے اور انہوں کے تغافل کا شکار ہورہا ہے اس لئے مجبوراً یہ سطور لکھنی پڑرہی ہیں۔ ہم ہر سال کے افتتاح پر رضوان کا افتتاح مسرت کے الفاظ کے ساتھ لکھتے تھے لیکن بارہویں سال کے افتتاح پر یہ رنجیدہ افتتاحیہ لکھنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔

ایڈیٹر

قرآن کے آئینے میں

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

الم یان للذین اٰمنو ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیھم الامد فقست قلوبھم وکثیر منھم فاسقون

(ترجمہ) کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت کے اور جو دین حق نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان کے قبل کتاب ملی تھی پھر اسی حالت میں ان پر ایک زمانہ گزر گیا پھر ان کے دل سخت ہوگئے پھر نوبت یہاں تک پہونچی کہ بہت سے آدمی ان میں کے آج کافر ہیں۔

بعض مرتبہ قاری نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی، بعض لوگ ایسا معلوم ہوا کہ سونے سے چونک گئے اور ان کی زندگی میں ہمیشہ کے لئے انقلاب آگیا بغداد کے انتہائی تعیش اور غفلت کے دور میں صاحب تاثیر واعظوں اور صاحب دل ناصحوں کی مجلس مشکل سے ایسے واقعات سے خالی ہوتی مشہور عرب سیاح ابن جبیر اندلسی جس نے ۵۸۰ھ میں بغداد دیکھا ہے شیخ رضی الدین قزوینی کی مجلس کا حال بیان کرتا ہے اثناء وعظ میں آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں جاری تھیں۔ لوگ پروانوں اور متوالوں کی طرح توبہ کے لئے ان کے ہاتھ پر گر رہے تھے اور اپنے بال کاٹ رہے تھے۔ حافظ ابن جوزیؒ کی مجلس وعظ میں تو یہ حال تھا کہ لوگ چیخ مار مار کر روتے تھے۔ لوگوں پر غشی طاری ہو جاتی تھی اور بیہوش ہوہو کر گرتے تھے اور لوگ ہاتھوں میں اٹھاکر لے جاتے تھے اپنی پیشانی کے بال ان کے ہاتھوں میں دیتے تھے اور وہ سر پر ہاتھ پھیرتے تھے، حافظ جوزی نے خود ایک موقع پر تخمینہ لکھا ہے کہ ایک لاکھ انسانوں نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مجلس خلفائے عباسیہ کے دربار سے زیادہ پرہیبت اور پررونق تھی۔

فساق و فجار فسق و فجور سے توبہ کرکے صالحین و متقین کے گروہ میں شامل ہوجاتے بڑے بڑے شہزادے اور وزیر زادے امیر زادے ایک معمولی غیبی تنبیہ سے تخت و تاج چھوڑ کر فقر و درویشی اور صلاح و تقویٰ کی زندگی اختیار کر لیتے تھے رفتہ رفتہ یہ چراغ سحر ایک ایک کرکے بجھنے شروع ہوئے رہے سہے دیئے بھی گل ہوگئے۔ زندگی کی تمام حقیقتیں اوجھل ہوگئیں۔ اب مدت سے ہاتف غیب کی زبان پر ہے ۔

زندہ ہو تم اہل دل کو اب کہ جوش قلزم فنا ہے ساحل در دین میں بھی وہ کشتیاں ڈوب

حدیث کی روشنی میں

اُمۃ اللہ تسنیم

حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک ہے کہ سچ نیکی کی طرف راغب کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتے بولتے اللہ تعالےٰ کے یہاں سچوں کا مرتبہ پا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ پر آمادہ کرتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں۔ آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جھوٹے اور لاغیوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (بخاری شریف و مسلم)

حضرت سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے شہادت کا سچائی کے ساتھ سوال کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو شہیدوں کے مرتبہ کو پہونچا دیگا خواہ وہ اپنے بستر پر مرے (مسلم)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نبیؑ نے جہاد کا قصد کیا، روانگی کے وقت فرمایا کہ میرے ساتھ ایسا آدمی نہ ہو جس نے شادی کی ہو۔ نہ ایسا آدمی ہو جس نے گھر بنایا اور چھتیں ابھی نہ پائی ہوں نہ ایسا ہو جس نے بکریاں اور اونٹنیاں خریدی ہوں اور ان کے بچوں کا انتظار ہو پھر چلے یہاں تک کہ عصر کے وقت یا اس سے پہلے ایک بستی کے قریب ہوئے اور سورج سے فرمایا تو بھی اپنے کام پر مامور ہے اور ہم بھی اپنے کام پر مامور ہیں پھر فرمایا اے اللہ اس کو ٹھہرا دے پس وہ ٹھہر گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح دیدی انھوں نے غنیمت جمع کی آگ آئی کہ اس کو کھائے مگر نہ کھایا انھوں نے فرمایا تم میں سے کسی نے چوری کی ہے پس ہر قبیلہ کا آدمی ہم سے بیعت کرے، جب بیعت کی تو ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر چپک گیا پھر فرمایا کہ تم میں چوری ہے پھر ایک سونے کا سر گائے کے سر کی طرح لاکر رکھا تو آگ آئی اور اس نے کھایا راوی کہتے ہیں کہ مال غنیمت ہم سے پہلے کسی کیلئے جائز نہ تھی اللہ تعالیٰ نے جب ہماری کمزوری و ضعف کو دیکھا تو اس کو ہمارے لئے جائز کر دیا (بخاری و مسلم)

انسان کی تلاش

(جلسۂ عام کی ایک تقریر)

سیّد ابوالحسن علی ندوی

مجھے انسان کی تلاش ہے

عزیزو اور دوستو! آج سے پورے سات سو برس پہلے ترکی کے حدود میں ایک بڑے مشہور شاعر اور حکیم گذرے ہیں جن کا نام مولانا روم ہے۔ آپ نے ان کی مثنوی سنی ہوگی۔ انھوں نے ایک دلچسپ واقعہ لکھا ہے، وہ میں آپ کو سناتا ہوں، وہ فرماتے ہیں کہ کل رات کا واقعہ ہے ایک ضعیف العمر آدمی چراغ لئے شہر کے گرد گھوم رہے تھے اور اندھیری رات میں کچھ تلاش کر رہے تھے۔ میں نے کہا، حضرت سلامت۔ آپ کیا تلاش کر رہے ہیں۔ فرمانے لگے، مجھے انسان کی تلاش ہے۔ میں چوپایوں اور درندوں کے ساتھ رہتے رہتے عاجز آگیا ہوں، میرا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا ہے، اب مجھے ایک ایسے انسان کی تلاش ہے جو خدا کا شیر اور مرد کامل ہو" میں نے کہا "بزرگوار! اب آپ کا آخری وقت ہے۔ انسان کو آپ کہاں تک ڈھونڈھیں گے، اس عنقا کا ملنا آسان نہیں، میں نے بھی بہت ڈھونڈا ہے لیکن نہیں پایا!" ان بزرگ نے جواب دیا کہ "میری ساری عمر کی عادت ہے کہ جب کسی چیز کو سنتا ہوں کہ وہ نہیں ملتی ہے تو اس کو اور زیادہ تلاش کرتا ہوں، تم نے مجھے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ

میں اس گم شدہ انسان کو اور زیادہ ڈھونڈوں اور اس کی تلاش سے کبھی باز نہ آؤں"۔

حضرات! یہ ایک شاعر کا مکالمہ ہے، آپ کو شاید تعجب ہو کہ کیا کوئی ایسا بھی وقت تھا کہ انسان بالکل نایاب ہو گیا تھا۔ مولانا روم نے ہمارے ذہن میں ایک سوال پیدا کر دیا کہ کیا ہر انسان انسان نہیں ہے اور انسانوں کی بڑی بڑی آبادیوں میں بھی انسان نایاب ہے؟ ہم تو سمجھتے تھے کہ انسان کی ایک ہی قسم ہے، اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو دیکھنے میں انسان ہے لیکن حقیقت میں انسان نہیں ہے، دنیا میں ہمیشہ انھیں لوگوں کی کثرت رہی ہے دوسرے وہ جو حقیقت میں انسان ہیں اور وہ کبھی ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ ان کو چراغ لے کر ڈھونڈنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مولانا روم کو سات سو برس ہو چکے، ان کے بعد سے دنیا میں بڑی بڑی ترقیاں ہوئیں۔ ہر شہر میں انسانوں کی تعداد بڑھتی رہی ہے اور آج کی انسانی آبادی پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی ہے اور اس کی ترقیاں بھی بہت وسیع ہیں۔ آج انسان نے بجلی بھاپ ہوا اور پانی پر قبضہ جما لیا ہے، ہوائی جہاز، ریڈیو اور ایٹم بم سے انسانوں کی ترقی اور فتوحات کا اندازہ کیا جا سکتا ہے لیکن دوستو! انسانوں کی ترقی کا اندازہ مردم شماری کے نقشوں اور بڑے بڑے متمدن اور ترقی یافتہ ملکوں کی تصویروں سے کرنا صحیح نہیں ہے انسانیت کی ترقی ان مادی ترقیات کا نام نہیں ہے اور محض نسل انسانی کی ترقی کو انسانیت کی ترقی نہیں کہا جا سکتا، انسانیت کی ترقی کا اندازہ انسانوں کے اخلاق و کردار سے ہوتا ہے اور اخلاق و کردار کا اندازہ آپس میں ملنے جلنے، ریل کے ڈبوں، پارکوں، ہوٹلوں، دفتروں اور بازاروں میں ہو سکتا ہے اردو کے مشہور شاعر اکبر نے بالکل صحیح کہا ہے ؎

نقشوں کو تم نہ جانچو، لوگوں سے مل کے دیکھو
کیا چیز جی رہی ہے، کیا چیز مر رہی ہے

انسانیت سے بغاوت :-

انسانیت کا صحیح اندازہ امتحان پڑنے پر اور ایسے مواقع پر ہوتا ہے جب ہر قسم کے ذرائع اور مواقع حاصل ہوں کہ چوری، گناہ، حق تلفی کی جا سکے مگر انسان کے اندر کی کیفیات اس کا ہاتھ پکڑ لیں جہاں انسانیت کا گلا گھونٹا جا رہا ہو وہاں انسانیت اپنا جوہر دکھائے، انسانیت کا اندازہ ہماری موجودہ زندگی کے سانچوں اور مادی ترقی کے پیمانوں سے نہیں ہو سکتا۔

انسانیت درحقیقت ایک بڑا مرتبہ ہے لیکن انسانیت کے خلاف انسان ہمیشہ خود بغاوت کرتا رہا ہے

اس کو انسانیت کی سطح پر قائم رہنا ہمیشہ دوبھر اور مشکل معلوم ہوا ہے وہ کبھی نیچے سے کترا کر نکل گیا اور اس نے کبھی اپنے آپ کو انسانیت سے برتر سمجھا یعنی اس نے کبھی انسانیت سے بالاتر کہلوانے اور خدا اور دیوتا بننے کی کوشش کی اور یہی بات یہ ہے کہ لوگوں نے خدا اور دیوتا بننے کی کوشش کم کی۔ لوگوں نے انھیں خدا اور دیوتا بنانے کی کوشش زیادہ کی۔ ہم اگر فلسفہ اور روحانیت کی تاریخ پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ لوگ انسانیت سے بلند تر کسی مرتبہ کی تلاش میں رہے اور انسانوں کو انسانیت کا صحیح مقام سمجھانے کے بجائے اس سے اونچا ہونے کی فکر کرتے رہے اس کے بالمقابل دوسری کوشش یہ رہی کہ انسان کو انسانیت سے گرا دیا جائے، وہ حیوانی اور نفسانی زندگی کا عادی بنے اور دنیا میں حیوانی زندگی کا رواج ہو۔

ان دونوں کوششوں کے نتائج دنیا میں ہمیشہ خراب ہوئے ہیں جب انسان کو انسانیت سے اٹھا کر خدا یا دیوتا بنایا گیا تو دنیا میں بدنظمی پھیلی اور بڑا فساد برپا ہوا، دنیا میں لوگوں نے جب خدائی کا دعویٰ کیا یا لوگوں نے ان کو یہ درجہ دیا تو دنیا میں بگاڑ ہی بگاڑ بڑھتا گیا اور انسانی زندگی میں نئی نئی گرہیں پڑیں، جب ایک معمولی سی گھڑی کسی اناڑی کے ہاتھ پڑ جاتی ہے اور اس کی مشین میں دخل دیتا ہے تو وہ بگڑ جاتی ہے تو یہ نظام عالم ان مصنوعی خداؤں سے کیسے چل سکتا ہے اس دنیا کے اتنے مسائل، اتنے مراحل اور اس میں اتنی پیچیدگیاں ہیں کہ اگر ایک انسان اس دنیا کو چلانا چاہے تو یقیناً اس کا انجام بگاڑ ہوگا، میرا منشا یہ نہیں کہ انسان انسانیت کے دائرہ میں ترقی نہ کرے بلکہ یہ کہ انسان خدائی کی کوشش نہ کرے اس نے انسانیت ہی میں کونسی کامیابی حاصل کر لی ہے کہ اب وہ خدائی کی ہوس کرے ؎

تو کار زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں نیز پرداختی

مذاہب کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب اس قسم کی کوشش کی گئی تو ایسی پیچیدگیاں رونما ہوئیں جن کا کوئی علاج نہ تھا، یہ کوشش دنیا کے گوشہ گوشہ میں ہمیشہ تھوڑے تھوڑے وقفے سے ہوتی رہی ہے ایسے لوگوں نے فطرت سے زور آزمائی کی ہے اور فطرت سے ٹکرا کر انسان نے ہمیشہ شکست ہی کھائی ہے۔

دوسری طرف اکثر ایسے انسان گزرے ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو چوپایہ جانا۔ ان کو بہ حیثیت انسان کے اپنی ترقی کا کوئی احساس نہیں ہوا، اپنی انسانیت اپنی روحانیت اور خدا شناسی کو ترقی دینے کا ان کو کبھی خیال تک نہیں ہوا۔ دنیا میں زیادہ تعداد انھیں لوگوں کی رہی ہے۔ اس زمانہ کی خصوصیت

یہ ہے کہ اس میں یہ دونوں بنا دیں، یہ دونوں عیب اور یہ دونوں فساد جمع ہو گئے ہیں۔ اس وقت تقریباً ساری دنیا انھیں دو گروہوں میں بٹی ہوئی ہے۔ چند آدمی ہیں جو خدائی کے دعوے دار ہیں اور جن کو دیوتا بننے کا شوق ہے باقی اکثر وہ انسان ہیں جو چوپایوں اور درندوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس لئے اس زمانے کا بگاڑ ہر زمانے کے بگاڑ سے بڑھ گیا ہے اور زندگی عذاب جان بن گئی ہے۔

اس وقت مردم شماری کے خانوں میں کوئی ایسا خانہ نہیں ہے کہ جو لوگ اپنی انسانیت کی قدر کرتے اور اس کو صحیح طور پر استعمال کرتے ہیں اس میں ان کا اندراج کیا جائے مگر آپ خود ہی انصاف کیجیے کہ آپ کے چاروں طرف زندگی کا جو طوفان اٹھا ہوا ہے اس میں کتنے انسان ہیں جن کو انسانیت کا احساس ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں صرف ایک معدہ اور پیٹ ہی نہیں دیا گیا ہے بلکہ اللہ نے انسان کو روح بھی دی ہے، دل بھی دیا ہے اور دماغ بھی عطا کیا ہے جن کو ہم ہمیشہ نظر انداز کرتے اور ان کے صحیح استعمال سے بچتے ہیں ہم جنسی خواہشات اور مادی ضروریات کے ریلے میں ایسے بہے چلے جا رہے ہیں، جیسے ایک گاڑی اپنے اختیار سے باہر ڈھلک رہی ہو جس پر کسی کا کوئی قابو نہ ہو، میں اور سمجھا کر کہوں، یوں سمجھیے کہ انسانیت ایک سائیکل ہے اور وہ سائیکل ایک ڈھلوان پل پر سے پھسل رہی ہے، اس میں نہ کوئی گھنٹی ہے نہ بریک اور نہ اس کے ہینڈل پر کسی کا ہاتھ ہے جغرافیہ کی پرانی تعلیم یہ بتاتی تھی کہ زمین چپٹی ہے، جغرافیہ کی نئی تحقیقات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زمین گول ہے لیکن مجھے جغرافیہ کے استاد اور طالب علم معاف کریں میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ زمین ڈھلوان ہے اس لئے کہ ساری قومیں اور ان کے تمام افراد اخلاقی بلندی سے حیوانی پستی کی طرف لڑھکتے چلے آ رہے ہیں۔ اور روز بروز ان کی رفتار تیز ہوتی جا رہی ہے ہماری زمین کا یہ کرہ ضرور آفتاب کے گرد گردش کر رہا ہے مگر اس کرۂ ارض پر بسنے والا انسان مادیت اور معدہ کے گرد چکر لگا رہا ہے، زمین کی گردش کا انسانوں کے اخلاق اور معاملات پر کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن انسانوں کی اس گردش کا تمام دنیا کے اخلاق اور حالات پر اثر پڑ رہا ہے، نظام شمسی میں حقیقی مرکز آفتاب ہے لیکن عملی زندگی میں انسانوں کا حقیقی مرکز معدہ یا پیٹ اور حیوانی عنصر بنا ہوا ہے اور ساری انسانیت اسی کے گرد چکر لگا رہی ہے آج دنیا میں سب سے وسیع رقبہ معدہ کا ہے، یوں کہنے کو تو وہ انسان کے جسم کا بہت مختصر حصہ ہے لیکن اس کا طول و عرض اور عمق اتنا بڑھ گیا ہے کہ ساری دنیا اس میں سماتی چلی جا رہی ہے یہ معدہ اتنی بڑی خندق ہے کہ پہاڑ دل

سے بھی نہیں بھرتا۔ آج سب سے بڑا مذہب سب سے بڑا فلسفہ معدہ کی عبادت ہے تعلیم گاہوں میں اسی کا غلام بننا سکھایا جا رہا ہے، آج کامیاب انسان بننے کا فن سکھایا جا رہا ہے، دوسرے الفاظ میں دولت مند بننے کا، آج دولت مند بننے کا ریس ہے دولت مند بننے کی حرص اتنی بڑھ گئی ہے کہ انسان کو خود اپنے تن من کا ہوش نہیں رہا مطالعہ علم اور فنون لطیفہ کا مقصد بھی یہی ہو گیا ہے کہ انسان کہاں سے زیادہ سے زیادہ روپیہ حاصل کر سکتا ہے سب سے بڑا علم و ہنر یہ ہے کہ لوگوں کی جیبوں سے کس طرح روپیہ نکال کر اپنی جیب بھری جائے اتنا ہی نہیں بلکہ تھوڑے سے تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ دولت مند بننے کی کوشش کی جاتی ہے دولت مند بننے کی کوشش تمدن، سوسائٹی کے لئے اتنی مضر نہیں جتنی جلد دولت مند بننے کی ہوس ہے یہی ہوس رشوت، خیانت، غبن، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی اور حصول دولت کے دوسرے مجرمانہ ذرائع پر آمادہ کرتی ہے اس لئے کہ ان مجرمانہ طریقوں کے بغیر جلد دولت مند بننا ممکن نہیں اس ذہنیت کی وجہ سے ساری دنیا میں ایک مصیبت برپا ہے، دفتروں میں طوفان ہے منڈیوں میں قیامت کا منظر ہے، آج انسان جونک بن گئے ہیں۔ اور انسان کا خون چوسنا چاہتے ہیں۔ آج کوئی کام بے غرض و بے مطلب نہیں رہا آج کوئی شخص بغیر اپنے فائدے اور مطلب کے کسی کام نہیں آتا۔ آج ہر چیز اپنی مزدوری اور فیس مانگتی ہے کبھی کبھی تو یہ خیال ہونے لگتا ہے کہ اگر درخت کے سایہ میں دم لیں گے تو شاید درخت بھی اپنی فیس اور مزدوری مانگنے لگیں گے۔ اقبال نے کہا ہے ؎

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس
آہ بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

لیکن ان تین طبقوں کی یہ خصوصیت نہیں، سب کا حال یہی ہو رہا ہے کہ دولت اور خواہشات نفس کا نشہ سوار ہے آج دولت کمانا ہی زندگی کا مقصد بن گیا ہے ساری دنیا اس کے پیچھے دیوانی ہے آج جب انسان کو طالب خدا ہونا چاہیے تھا۔ اس کی معرفت اور محبت سے اپنا ویران دل آباد، اپنا اندھیرا دماغ روشن، اپنی بے مقصد و بے کیف زندگی با مقصد اور پر کیف بنانی چاہیے تھی، سارے دل اور دماغ کے ساتھ اس سے محبت کرنی چاہیے تھی اور اس کے راستہ میں سب کچھ نثار کر کے حقیقی زندگی حاصل کرنی چاہیے تھی، صد حیف کہ وہ انسان حقیقی محبت اور صحیح معرفت سے محروم ہے اس لئے زندگی کی اصل لذت سے محروم ہے۔ حقیقی انسانیت سے محروم ہے اور افسوس ہے کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کو اس محرومی کا احساس بھی نہیں ۔۔ آج

جس انسان کو خدا کا پرستار ہونا چاہیے تھا۔ وہ دولت کا پرستار اور نفس کا غلام بنا ہوا ہے اور اس خلاف فطرت غلامی کا احساس بھی نہیں۔

ہر جگہ نفس کا قبضہ ہے

سیاسی اختلافات اور نظام سلطنت تو فرصت کی باتیں ہیں ہم تو یہ جانتے ہیں کہ حکومت اندر دولت حکومت خواہشات کی ہے حکومت پر قبضہ خواہ کسی قوم یا پارٹی کا ہو اور خواہ کوئی صدر یا وزیر ہو مگر در اصل ہر جگہ نفس کا قبضہ اور خواہشات کا تسلط ہے پہلے برطانیہ کے متعلق کہتے تھے کہ اس کی سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا لیکن آج جس حکومت اور سلطنت میں آفتاب غروب نہیں ہوتا وہ نفس کی خواہش اور من کی چاہت ہر وقت کا فرمان یہ ہے کہ نفس کی خواہش پوری کی جائے دل کی آگ بجھائی جائے چاہے انسانوں کے خون کی نہریں بہتی ہوں خواہ انسانوں کے اوپر ان کی لاشوں کو روندتے ہوئے گذرنا پڑے خواہ قومیں اس راستہ پر پامال ہو جائیں۔ خواہ ملک کے ملک ویران اور تباہ ہو جائیں۔

لیکن اس میں ذرا تعجب کی بات نہیں سیکڑوں برس سے جو تعلیم انسانوں کو دی جا رہی ہے خواہ وہ تعلیم گاہوں کے ذریعہ اور جو ہر ملک اور ہر قوم میں رائج ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ تم من کے راجا اور نفس کے غلام ہو۔

دوستو! اس زمانہ کے سارے انسانوں کی آبادیاں اس لحاظ سے ایک سطح پر ہیں اور اس کے خلاف کوئی آواز سنائی نہیں دیتی، ملکوں کے خلاف بغاوت کرنے والے بہت ہیں چھوٹے چھوٹے مسئلوں کے لئے بھوک ہڑتال کرنے والے بہت ہیں لیکن انسانیت کے لئے مرنے والے کتنے ہیں۔ کتنے ایسے ہیں جن کو حقیقی انسانیت کی فکر ہے آج دنیا میں اگر کسی کو انسانیت کے لئے انحطاط کا احساس بھی ہے تو اس میں یہ جرأت نہیں ہے کہ انسانیت کے لئے آواز اٹھائے، سارے کرہ ارض میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں ہے جو انسانیت کے لئے اپنی قربانی دے۔

پیغمبروں کی بے غرضی و بے نیازی

در اصل پیغمبروں ہی کی جرأت تھی، خواہ وہ ابراہیمؑ ہوں یا موسیٰؑ، عیسیٰؑ ہوں یا محمد (اللہ کا درود و سلام ہو ان پر) کہ انھوں نے ساری دنیا کو چیلنج کر کے انسانیت کے خلاف جو بغاوت جاری تھی اسے روکا، ان کے سامنے دنیا کی لذتیں اور دولتیں لائی گئیں مگر انھوں نے سب کو ٹھکرا دیا۔ اور انسانیت کے درد میں اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا، اللہ کے برگزیدہ اور منتخب بندوں کی یہ جماعت جس کو پیغمبروں کی جماعت کہا جاتا ہے دنیا کو کچھ دینے کے لئے

آئی تھی، دنیا سے کچھ لینے کے لئے نہیں آئی تھی، ان کی کوئی ذاتی غرض نہ تھی انھوں نے دوسروں کے جینے کی خاطر اپنے کو مٹایا، انھوں نے دوسروں کی آبادی کی خاطر اپنے گھروں کو اجاڑا انھوں نے دوسروں کی خوشحالی کے لئے اپنے متعلقین کو فقر و فاقہ میں مبتلا کیا، انھوں نے غیروں کو نفع پہونچایا اور اپنوں کو منافع سے محروم کیا۔ کیا دنیا کے رہنماؤں میں ایسی بے غرضی اور خلوص کی مثالیں مل سکتی ہیں پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانے میں اپنی اپنی قوموں میں غلغلہ پیدا کیا اور ان کو محسوس کرایا کہ موجودہ زندگی خطرہ کی ہے جو لوگ اطمینان کے عادی تھے اور میٹھی نیند سو رہے تھے اور میٹھی نیند ہی سونا چاہتے تھے انھوں نے پیغمبروں کی اس دعوت اور تنبیہ کے خلاف سخت احتجاج کیا اور بڑی شکایت کی کہ انھوں نے ہمارا عیش مکدر کر دیا اور ہماری نیند خراب کی لیکن جو گھر میں آگ لگی ہوئی دیکھتا ہے وہ سونے والوں کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کو کسی کی نیند پر ترس نہیں آتا، پیغمبر انسان کے حقیقی ہمدرد تھے وہ دنیا کو خواب خرگوش سے بیدار کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے، دنیا کے گمراہ رہنماؤں اور نفس کے بندوں کو مارفیا کے انجکشن دیئے اور اس کو تھپک تھپک کر سلایا مگر پیغمبروں نے انسانوں کو جھنجھوڑا اور غفلت سے بیدار کیا۔ یہ چھوٹی چھوٹی جنگیں اور لڑائیاں در اصل اسی لئے ہوئیں کہ دنیا سے غفلت دور ہو اور دنیا پر جو تاریکی مسلط ہے وہ ختم ہو اور انسان حقیقی انسانیت کو سمجھے۔

پیغمبر اسلامؐ کی شخصیت

ہمارے سامنے سب سے زیادہ ممتاز اور سب سے زیادہ واضح اور روشن سب سے زیادہ بلند مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اگر ہم اس حقیقت کا اظہار نہ کریں تو یہ ایک خیانت ہوگی ہمارا ضمیر اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ان کے ان احسان کو نہ بتلائیں جو انھوں نے انسانیت پر کیا۔

جب دنیا میں ایک انسان یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اللہ ہی اس دنیا کو اکیلا چلا رہا ہے اور وہی بندگی اور اطاعت کا مستحق ہے آپ نے اس حق کا اعلان کیا اور اس آواز کو بلند کیا کہ آج دنیا کے ہر حصے یہ آواز بلند ہو رہی ہے اور جب کوئی آواز سننے میں نہیں آتی تو یہی آواز کانوں میں آتی ہے آج یہ آواز تمام دنیا میں پھیل گئی ہے۔

آپ کی تعلیم اور آپ نے جو کچھ دنیا کو عطا کیا وہ انسانیت کا مشترک سرمایہ ہے جس پر کسی قوم کی اجارہ داری کا حق نہیں اور کوئی اس پر اپنی مہر اور اپنی چھاپ نہیں لگا سکتا، اسی طرح آنحضرتؐ کی تعلیمات ساری دنیا کا حق ہیں اور ہر شخص کا اس میں حصہ ہے جو ان سے فائدہ اٹھانا چاہے یہ دنیا کی تنگ نظری ہے کہ وہ ان کے حقوق کو کسی قوم یا ملک

جاگیر سمجھے۔

دوستو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم محسن انسانیت تھے اور ساری انسانیت آپ کی ممنون ہے دنیا میں جو کچھ عدل و انصاف اس وقت موجود ہے اور جن حقیقتوں کو اس وقت تسلیم کیا جا رہا ہے وہ سب آپ کا فیض ہے۔

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انھیں کی لگائی ہوئی ہے

دوستو! ہم اس موجودہ نظام زندگی کو چیلنج کرتے ہیں، ہم لوگوں سے ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ تم دنیا کو آج جتنا بلند سمجھتے ہو وہ اتنی ہی پست ہے ہم صاف کہتے ہیں کہ دنیا تدریجی خودکشی کی طرف جا رہی ہے یہ راستہ انسانیت کی تباہی کا راستہ ہے میں مسجد سے سیدھا اسٹیج پر نہیں آیا بلکہ کتب خانوں کے راستہ سے مطالعے کے راستے سے اور معلومات کے راستے سے آپ کے سامنے آیا ہوں، آپ میں سے کچھ لوگ یورپ کی دو ایک زبانیں جانتے ہوں گے۔ میں خود یورپ کو جانتا ہوں ع

تم انگریزی داں ہو، میں انگریز داں ہوں

میں سارے یورپ سے خم ٹھونک کر کہتا ہوں کہ تمہارا پورا نظام زندگی غلط ہے اور وہ انسانیت کو ہلاکت کی طرف لے جا رہا ہے میرا دعویٰ ہے اور پورے استدلال اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا کی نجات پیغمبروں ہی کے راستہ میں ہے اور دنیا کے لئے اس وقت خدا کے یقین، اس کے خوف، دوسری زندگی پر ایمان اور پیغمبروں کی رسالت کے اقرار کے سوا کوئی چارہ نہیں، یہی ہماری دعوت ہے اور یہی ہماری جد وجہد کا مقصد۔

اس سلسلہ کی دوسری کڑیاں:-

یہ اخلاقی گراوٹ کیوں	۰۳ر
ہندوستانی سماج کی خبر لیجیے	۰۳ر
مذہب یا تہذیب	۰۲ر
روشنی کا مینار	۲ر
صورت و حقیقت	۲ر
نیا خون	۰۲ر
دنیا کی سالگرہ	۱ر
طوفان اشتراکیت	۱ر
کہاں؟	۰۱ر

ملنے کا پتہ
مکتبۂ اسلام
گوئن روڈ امین آباد لکھنؤ

ندوة العلماء

خطبۂ نکاح

مولانا عبدالماجد دریابادی

الحمد للہ الذی نستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ

نکاح کی رسم کوئی دنیا سے نرالی اور اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں، نکاح کی کوئی نہ کوئی صورت ہر مذہب ہر ملت میں جاری ہے لیکن یہ شرف اور کمال اسلام کا ہے کہ یہاں زندگی کی ایک ایک سانس عبادت اور صحیح معاشرت و معیشت کا ایک جزء اطاعت، دنیا نے جن چیزوں کا درجہ صرف تفریحی مشغلوں اور معاشرتی دستوروں کا سمجھا وہ سب یہاں لازمۂ عبدیت! نکاح کہیں صرف ایک قانونی معاہدہ ہے یا صرف ایک تفریحی مشغلہ یا صرف ایک مشرکانہ ارادہ۔ لیکن اپنے اور سب کے ہادی و آقا جن پر اللہ کی بے شمار رحمتیں نازل ہوں، ان کی زبان حقیقت ترجمان سے جو خطبۂ نکاح ارشاد ہوا۔ اس کی تمہید آپ سن چکے۔ زبان سب سے پہلے کھلی تو اپنے اور سب کے پیدا کرنے والے مالک و معبود کی حمد پر۔

الحمد للہ الذی

سب تعریف اللہ کو۔ خطبہ کی ابتدا ہوتی ہے حمد الٰہی سے کہ ہر مسرت کا ہر نعمت کا مبتدا و منتہی وہی ایک ذات ہے۔ اللہ اللہ حمد کس کی زبان سے، اس کی زبان سے جو خود حمد کیا گیا۔

نستعینہ و نستغفرہ

ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے مغفرت یہ طلب و درخواست ہے اللہ سے دنیا میں اعانت کی اور دنیا میں اور آخرت میں مغفرت کی۔ ہر

چھوٹے بڑے عاجل اور آجل ہر معاملہ میں مدد کرنے والا وہی ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں دعا ہے کہ دنیا میں وہی سارے کام بنائے۔ ماضی کی غلطیوں اور گناہوں کو معاف فرمائے اور آخرت اور آخرت میں اپنی مرضیات کے ثمرہ سے مالامال کرے۔

ونعوذ باللہ من شرور انفسنا

ماضی پر استغفار اور اسی ایک سے طلب عفو کے بعد آئندہ کے لئے نفس کی ساری برائیوں خرابیوں سے پناہ کی طلب بھی اسی معبود برحق سے یہ دعا ہے نفس کے حملوں سے محافظت کی تمنا ہے اپنے اندر کے دشمنوں سے خدائے قادر و توانا کی پناہ میں آجانے کی۔ اور اشارہ ہے اس طرف کہ آج جو نئی زندگی شروع ہو رہی ہے قلب کی پاکیزگی اور نیت کی صفائی کے ساتھ شروع ہو۔

جمع کا صیغہ ہر جگہ خیال میں رہے، جتنی بھی درخواستیں اور التجائیں اس پاک نفس کی زبان سے فضائے کائنات میں نشر ہوئیں۔ ملت کا ادنیٰ سے ادنیٰ فرد ان نعمتوں کی طلب میں اس سرور و سردار کا شریک۔

من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ

جسے اللہ راہ ہدایت دکھادے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی راہِ ہدایت دکھانے والا نہیں۔ تکوینی ضابطہ میں ہدایت وگمرہی تمام تر اسی کردگار مسبب الاسباب کے ہاتھ میں ہے اور جس نئی زندگی میں یہ قدم رکھا جا رہا ہے اس میں ہر وقت ایمان کی کشتی امید وبیم کے دوآبہ میں ہے۔

واشھد ان لا الہ الا اللہ

اور اس تمہید کے آخر میں دنیا کی اس سے بڑی اور سب سے زیادہ یقینی لیکن ساتھ ہی سب سے زیادہ بھولی ہوئی حقیقت کا اثبات ہوتا ہے کہ الوہیت ومعبودیت اختیار واقتدار بجز ایک اللہ کے، ہر سے منفی۔ اقتدار مطلق صرف اسی کا ہے نہ محدود دماغ والے بشری عقل کا اور نہ بے جان وبے حس مادہ اور نیچر کا نہ کسی کمیٹی کونسل کا۔ اطاعت کے مستحق صرف اللہ کے احکام ہیں۔ انسان کے ذہن کے تراشے ہوئے نظریے اور فلسفے نہیں۔

واشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ

صداقت وہی ہے حقیقت وہی ہے جو اللہ کے ہاں سے نازل ہوئی ہو اور علم صحیح وکامل اسی عالم کل وقادر مطلق کے پاس سے لانے والے اور دنیا کی رہبری عمل صحیح کی جانب کرنے والے اس کے ممتاز ترین بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حقیقتیں، سچائیاں اور دانائیاں، دنیا اور آخرت کے ہر شعبہ میں ہر عمل

میں اور ہر ثمرۂ عمل میں جو کچھ بھی ملیں گی سب اسی مقبول وبرگزیدہ بندہ کے واسطے سے

دنیا ہے اور چھٹی صدی مسیحی کے ثلث آخر کی دنیا، عالم انسانیت وجہل ونادانیوں میں گرفتار فضائے کائنات شرک اور وہم پرستوں سے تیرہ وتار۔

رحمتِ حق کو حرکت ہوتی ہے اور حرا کے خلوت نشین صلعم کے لوح قلب سے عالم قدس نشر شروع ہوتا ہے۔ وحی الٰہی وہ شے ہے کہ اس کی ہیبت انسان ضعیف البیان الگ رہا۔ پہاڑ تک کو جگہ سے ہلا دے لوہے کو گلا دے پتھر کو پگھلا دے، صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام، وحی اول کے تجربہ اور فرشتے سے پہلے پہل سابقہ کے بعد جب کاشانۂ مبارک پر واپس تشریف لاتے ہیں، تو اس حال میں کہ قلب انور ہیبت وحی سے قدرتاً گراں بار اور جسم اقدس پر خشیت مادی کے آثار، تسکین وتشفی عین اس وقت جو دیتی ہے اور پیشانی مبارک سے فکر و اندیشہ کا پسینہ جو پونچھتی ہے آپ کو یاد ہے وہ کونسی ہستی تھی؟ رفیقۂ زندگی، شریک شادی و غم، مونس راحت، والم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضؓ عورت کی قدر اسلام کی تاریخ میں آپ نے دیکھی؟ بیوی کا مرتبہ رسول ؐ کے دربار میں آپ نے پہچانا؟

رسول اکرم ؐ دنیا سے تشریف لے جا رہے ہیں۔ عالم ناسوت میں یہ شمع جمال ہمیشہ کے لئے گل ہونے کو ہے امت پر اس سے بڑھ کر خیز گھڑی قیامت اور کونسی آسکتی ہے؟ صحابۂ کرام ایک سے بڑھ کر ایک شیدائے رسول صلعم انام صدہا کی تعداد میں موجود لیکن تاریخ وسیر کی زبان سے شہادت سنئے کہ عین مفارقت روح کے وقت اور اس کے قبل سر مبارک کس کے زانو پر ہے؟ عین لقائے حق کے وقت کس خوش نصیب کے نصیب میں ہے کہ جسد اقدس کے تکیہ اور سہارے کا کام دے؟ ابوبکرؓ کے نہ عمرؓ کے عثمانؓ کے نہ علیؓ کے نہ جانباز رفیقوں کے نہ محبوب عزیزوں کے بلکہ شریک عائشہ صدیقہؓ کے۔ یہ ہے دنیا کے مصلح، معلم وہادی کی زندگی میں سبق، بیوی کی منزلت، مرتبہ سے متعلق، ہاں وہی بیوی جس کیلئے ہم نے بیگانوں کے لغت سے الفاظ سیکھ رکھے ہیں باندی اور کنیز اور لونڈی کے۔

یہ ہے ایک جھلک اس معاہدہ اخلاص ووفا کے احترام کی جو اللہ کے بندوں اور بندیوں کے درمیان اس وقت سے اب تک کروڑوں اربوں بے شمار بار منعقد ہو چکا ہے اور ابھی اسی محفل میں ایک بار پھر منعقد ہو رہا ہے

جنت الٰہی ہے اور اس کی دلآویزیاں،

ملائکہ قدس ہیں اور ان کی زمزمہ سنجیاں، باغِ بہشت کا چپہ چپہ انوارِ الٰہی سے معمور، الطافِ کبریائی کا قدم قدم پہ ظہور، تخلیق ابوالبشرؑ کی ہوتی ہے تشریف آوری رونقِ بزمِ کائنات خلیفۃ اللہ کی ہوتی ہے آپ آتے ہیں، جنت میں کس لطف، مسرت کی کمی؟ ہر سمت نغموں کی بارش، ہر طرف انوار کی تابش، اس پہ بھی اپنے دل کا ایک گوشہ خالی پاتے ہیں، محسوس ہوتا ہے کہ جیسے اب بھی کوئی خلا ہے۔

اتمامِ نعمت کے لئے یہ نہیں ہوتا کہ جنت کی لذاتِ مادی میں کچھ بڑھا دیا جائے سرورِ روحانی کے سامان میں کچھ اضافہ کر دیا جائے بلکہ تخلیق ہوتی ہے۔ آدم سے ملتی جلتی لیکن پھر بھی اس سے ذرا الگ ایک اور مخلوق کی۔ قرآن مجید نے اس تخلیق کو ایک مختصر بلیغ جملہ "وخلق منہا زوجہا" سے ادا کر دیا ہے آدم کا دل تسکین اب جا کر پاتا ہے تکمیل اپنے وجود کی اب محسوس کرتا ہے۔ لیکن الٰہا! سوچئے اور پھر سوچئے جنت میں کمی کس چیز کی ہو سکتی ہے؟ ہر ممکن لذتِ خدمت کو حاضر، ہر ممکن مسرت چاکری کو کمربستہ لیکن نوازشوں اور بخششوں کی تکمیل جب ہی جا کر ہوئی۔ آدم کے حق میں جنت جب ہی حقیقی معنوں میں جنت ثابت ہوئی جب مرد کے لئے عورت، شوہر کے لئے بیوی وجود میں آئی، آدم زاد آج اس دنیا میں اپنی آرزؤں کی جنت کی تعمیر کس چیز سے کرنا چاہتا ہے؟ مال و دولت ہو، جاہ و حکومت ہو، زہد و عبادت ہو۔ فقر و ریاضت ہو۔ جو کچھ بھی انسان کو دل و جان سے مرغوب و مقصود ہوتا ہے جس مقصد کے بھی پھیر میں رات دن ایک کرتا رہتا ہے۔ غور کر کے دیکھئے ان سب کے عقب میں ان سب کی تہہ میں آخری چیز کیا ہوتی ہے یہی نہ کہ دل کو جمعیت اور طبیعت کو سکون و تسلی حاصل ہو لیکن بعینہٖ یہی مقصود تو عورت کی تخلیق سے ہے۔ "خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا"

اسلام کا معیار یہ ہے کہ عورت مرد کی حریف نہیں حلیف ہے اس کی رقیب و ند مقابل نہیں اس کے لئے سرمایۂ راحت اور مایۂ تسکین اس کی متمم ہے اس کے کمالات کو قوت سے فعل میں لانے والی اس کی مکمل ہے، اس کی حیات، مقصدِ حیات کی تکمیل کرنے والی۔

یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالاً کثیراً ونساءً واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً یصلح لکم اعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً۔

بچہ پلا، بڑھا اور جوان ہوا۔ اور جیسے کل انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا جا رہا تھا آج وہ اس قابل ہوا کہ چلے اور دوڑے اور خود ہی نہیں دوسروں کو بھی اپنے ساتھ چلائے، پڑھ لکھ کر ہوشیار ہوا اور اس لائق کہ نہ صرف اپنی ذمہ داری اپنے سر لے اور بلکہ قول دے دوسروں کی کفالت کا، حفاظت کا، ذمہ داری کا، خبرگیری کا۔ سرپرستی کا، رخصت بچپن کی بے فکریاں اور ختم معصومیت کی فارغ البالیاں۔ اور جو کل تک گھر کی چہکتی مینا تھی وہ مطالبہ کرنے لگی باپ سے اپنے حق کا مطالبہ، اپنی زبان سے نہیں جس پہ اسلامی شرم و حیا کے قفل چڑھے ہوئے ہیں اور پردے مشرقی ادب و لحاظ کے پڑے ہوتے ہیں۔ مطالبہ اس کی زبان سے جو بڑوں اور چھوٹوں سب کی رہنمائی کے لئے آیا جس نے ایک ایک کو اس کا فرض یاد دلایا۔ ایک ایک کو اس کا حق جتلایا تو ارشاد کرتا ہے۔

النکاح من سنتی

نکاح تو میرا طریقہ ہے میرا لایا ہوا دین اور میرا پھیلایا ہوا آئین، حیاتِ اجتماعی کی اصل بنیاد فرد نہیں خاندان ہے اور خاندان کی ترکیب کا عنصر حقیقی یہی رشتۂ ازدواج ہے نہ ہو کہ اسے کوئی فضول و لایعنی رسم سمجھ بیٹھو یا خواہ مخواہ کی قید، دنیا شروع سے بار بار غلط تجربہ کرتی آئی ہے اور آخر تک کرتی رہیگی، دنیا کے لئے صحیح قانون اپنے دنیا آفریں کی طرف سے میں لایا ہوں۔ میں اعلان کرتا ہوں اور سارے راستے ہیں جہل و نادانی کے، بدنظمی و فتنہ سامانی کے اور صحیح راستہ صرف وہی ہے جماعت کے لئے اور فرد کے لئے عورت کے لئے اور مرد کے لئے، صحت کے لئے اور عافیت کے لئے عصمت کے لئے اور عاقبت کے لئے، جو میرا بنایا ہوا، میرا بتایا ہوا، میرا سمجھایا ہوا، میرا چلایا ہوا ہے۔

فمن رغب عن سنتی

اس پر بھی جو بدنصیب میرا طریق چھوڑ ادھر ادھر بھٹکتا ہے اور حکیم حاذق کے مطب سے منہ موڑ چھوڑ رہا ہے کسی عطائی، اشتہاری، جاہل، چرب زبان دوا فروش کا دامن پکڑتا ہے۔

فلیس منی

وہ جان لے اور سن رکھے کہ وہ میرا ہرگز نہیں۔ میں اس کی شامتِ اعمال سے بری، اب وہ جانے اور اس کی کج روی۔ باپ کی امانت کا زمانہ ختم ہوا۔ جس موم کی پتلی کو بچپن سے آج تک آنکھ کی پتلی بنا کر رکھا، پالا، بڑھایا، سکھایا برسوں سے جس سے دل نے سرور حاصل کیا اور آنکھوں نے نور، جب وہ خود لائق ہوئی کہ خدمت

کر سکے۔ اپنے ہنر اور سلیقے کی شمع سے اندھیرے کو اجالا بنا دے تو حکم ملتا ہے کہ وداع کر دو اسے منتقل کر دو امانت کو دوسرے کے ہاتھ میں۔ آج سے اس کی نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان، نئی زندگی اور نیا سامان۔

آج سے کوئی ۵ ہزار سال قبل ایک باپ بوڑھے باپ اور اللہ کے مقدس اور برگزیدہ بندہ کو حکم ملتا کہ ذبح کر ڈالو اپنے ہاتھ سے اپنے جگر پارے کو، لڑکے کو، دودھ پیتے بچے کو نہیں اچھے بھلے جوان، دوڑنے پھرنے والے، باپ کا ہاتھ بٹانے والے بیٹے کو، اللہ اللہ جہاں یہ معاملہ اپنے دوستوں، شیدائیوں کے ساتھ ہو وہاں ہمہ شما، نام کے کلمہ گو کس شمار قطار میں۔ حکم اسی نوعیت کا گو اس سے بہت ہلکا، ملت ابراہیمی کے ہر پیرو کو ملتا ہے کہ جس کسی کے لڑکی ہو آزمائش کی اسی راہ سے گذرے اور کسی کے دس بیٹیاں ہوں تو دس بار اس امتحان میں پورا اترے اور یہیں سے ہم سب کے آقا و سردار کے مرتبے پر ایک مزید روشنی پڑتی ہے جس کی شان میں "ما کان محمد ابا احد من رجالکم" آیا ہے۔ نفی ابوت رجال کی ارشاد ہو رہی ہے ابوت نساء کی نہیں۔ صاحبزادیوں کا باپ ہونا تو آپ کے لاتعداد فضائل کمالات کے سلسلے کی ایک اہم اور قیمتی کڑی ہے کیونکہ ممکن تھا کہ قرآن مجید اس کی طرف اشارہ کئے بغیر رہتا۔

اللہ اکبر بندہ نواز کے یہاں بے حساب طریقے ہیں، بندوں کے نوازنے کے اور بیشمار راستے ہیں بندیوں کے سرفراز کرنے کے۔ ابراہیم خاک کے پتلے گوشت پوست کے پتلے بنے ہوئے بندے (علیہ الصلوٰۃ والسلام) انھیں اپنا دوست کہہ کر پکارا اور خلیل کے لقب سے بڑھایا چڑھایا۔ اللہ اللہ کیا کیا بندہ نوازیاں ہیں اور کیسی سرفرازیاں ہیں جسے بڑھانا چاہیں یوں خاک سے پاک بنا دیتے ہیں اور پھر صلۂ انعام کو جب عام کرنے اور بخشش کو وقف دو جہاں کر دینے پر آئے تو جو امتحان خلیل کا ان کے ظرف و ہمت کی مناسبت سے لیا اس کا ایک ہلکا سا نمونہ ہر بیٹی کے باپ کے لئے رکھ کر اس پر مناسبت مرتبہ خلعت سے پیدا کر دی۔ مقصود تو خود ہی لطف و نوازش کرنی ہے اور خاکیوں کو شانِ کرم کی جھلک دکھانی ہے۔ اور اس کے لئے بہانے کیسے کیسے مہیا کر دئیے ہیں ایک ہی وقت میں لطیف بھی اور دل گداز کبھی پُر درد بھی اور دل نواز بھی، درد کی کسک نہ ہو تو مجاہدہ ہی کیا۔ اور جب مجاہدہ ہی نہیں تو اس کا اجر ہی کیسا۔ بھوک کا احساس تو پیدا اسی لئے کیا گیا ہے کہ کھانے کا لطف آئے اور پیاس تو بھی

ہی اس لئے گئی ہے کہ پانی میں لذت ملے۔

مبارکباد کا وقت وہ نہیں ہوتا جب امتحان کے کمرے میں لڑکوں کے ہاتھ میں پرچہ آتا ہے۔ مبارکباد تو اس وقت دی جاتی ہے جبکہ کامیابی کا گزٹ چھپ چکتا ہے۔ مسافر کا سفر کامیاب اس وقت نہیں کہا جا سکتا ہے جبکہ وہ ٹکٹ لیکر درجہ میں داخل ہوتا ہے کامیاب وہ اس وقت کہا جائے گا جبکہ وہ سارے درمیانی اسٹیشنوں سے گذرتا ہوا سڑکوں اور پلوں کو عبور کرتا ہے، سارے مرحلوں کو طے کرتا ہوا منزل مقصود تک بخیریت پہونچ جائے اور یہی راز ہے کہ اس کا خطبہ نبوی اوپر درج ہوا تقویٰ الٰہی کی تکرار سے بھرا ہوا ہے اور اتقوا اللہ (اللہ سے ڈرو) چار سطروں کے اندر چار بار آیا ہے تو محفل کا نوشہ اور پس پردہ لڑکی دونوں سن لیں کہ آج کی گھڑی عملی زندگی کے بڑے اور کڑے امتحان میں داخلہ کی ہے ایک عظیم الشان و پر پیچ سفر حیات کے آغاز کی ہے یہ وقت نہیں ہے غفلت کے شادیانوں کا، موسم نہیں ہے مدہوشی کے ترانوں کا، یہ گھڑی ہے احساس ذمہ داری کی پوری بیداری کی اور یہی راز ہے اس کا کہ نکاح کا زمانہ معتبر بلوغ کے بعد ٹھہرایا اور اقرار معتبر بالغ ہی کا مانا گیا ہے کہ خود بلوغ کے معنی ہی یہ ہیں کہ روح اور جسم اور قلب ایک عظیم الشان ذمہ داری کا بار اٹھانے کو تیار ہو گئے۔

اچھی بیوی اور اچھی عورت وہ نہیں کہ مردوں سے بے جھجک ملے اور میوزک ہال میں بے جھجک رقص کرے۔ دنیا کے سب سے بڑے معلم کے لائے ہوئے دین فطرت اور پھیلائے ہوئے آئین حکمت میں گنجائش ان آزادیوں، بے باکیوں، آوارگیوں کی کہاں، یہاں تو نکاح بجائے خود ایک قید ہے، اپنے ساتھ بہت سی قیدوں کو بڑھانے والا، بہت سی پابندیوں کا لانے والا۔

بس سن لے لے مسلمان لڑکی کہ زمانہ بے فکری کا ختم ہوا اور دور شروع ہوا فکروں اور پابندیوں کا، نئی قیدوں اور ذمہ داریوں کا۔ اب تک سہیلیوں کے ساتھ کھیلی، بہنوں کے ساتھ ہنسی بولی، ہمجولیوں کے ساتھ جھولا جھولی۔ اب کل سے زندگی وقف ہوگی دوسروں کی خدمت کے لئے نہ کھانا اپنے لئے ہوگا نہ خود پہننا اپنے لئے نہ اپنے وقت سونا نہ اپنے وقت جاگنا جو بعد کو کھائے گی پہلے دوسروں کو کھلائے گی۔ بیشک پہنے گی اوڑھے گی مگر اس لئے کہ شوہر کو بھلی لگے۔ اپنے کو سنوارے گی کہ شوہر کی نظر میں جچے راتیں ٹہل کر اور جاگ کر کاٹے گی اس لئے کہ نئی نسل کو بڑھائے پھیلائے صحت و زندگی کی

شاہراہ پر چلائے، دوسروں کی سیرت کی تکمیل کرے ان کے نشوونما کی تکمیل کرے۔ منزل بہت کڑی ہے اور ذمہ داریاں سخت لیکن جو خوش نصیب اس کو نباہ لے گئی اور شوہر کا دل ہاتھ میں لے دنیا سے اُٹھی، بشارت ہے اس کے لئے۔ دنیا کے سب سے بڑے راست باز کی زبان سے ارشاد ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان کوئی روک نہیں۔ یہ آخری منزل نظر کے سامنے ہو اور یہ دستور العمل ہاتھ میں تو صحرائے ہستی کا ہر کانٹا ان شاء اللہ پھول بن کر کھلے گا اور راہ کا ہر پتھر پانی ہو کر بہہ گا۔

یہ حقیقت صرف شریعت اسلام نے پیش نظر رکھی ہے کہ نکاح نام ہے حتی الامکان عمر بھر کے ایک معاہدہ کا اور دن رات، ہر وقت ہر قسم کے سابقہ کا۔ بچہ جس طرح ہمیشہ بچہ نہیں رہتا محفل کا نوشہ ہمیشہ دولہا اور دلہن ہمیشہ نئی نویلی نہیں رہتی، شادی کی رات بہرحال چند گھنٹوں ہی کی عمر لے کر آئی ہے اور شادی کا دن بہرحال دن ہی بھر کا ہوتا ہے ہر سن اور ہر دن نئے نئے مسئلے سامنے لائیگا اور خود نوجوانی پر بھی ایک ہی قسم کے نہیں، بیسیوں مختلف و متضاد جذبات سے دو چار ہونا پڑے گا۔ لازمی ہے کہ ذاتی پسند و انتخاب کے ساتھ اپنے مخلص ترین و تجربہ کار بزرگوں کے مشوروں کو شریک رکھا جائے اور یہی حکمت ہے، ہماری شریعت میں ولی کی اہمیت کی آج جنھیں جوانی سے اُترا ہوا اور پیروں کی طرف جھکا ہوا دیکھا جارہا ہے خود وہ بھی نوجوان ہوچکے ہیں اور نوعمری کے جذبات سے پوری طرح لذت آشنا و سرشار۔

گذر چکی ہے یہ فصل بہار ہم پر بھی
واقف اس کوچہ کے قدم قدم سے آگاہ
اس وادی کے ایک ایک پیچ و خم سے
معلوم ہیں مجھ کو ترے احوال کہ میں بھی
مدت ہوئی گذرا تھا اسی راہ گذر سے

دنیا کے سب سے بڑے حکیم اور سب سے بڑے خطیب کا خطبۂ نکاح اصل عربی میں دو مختلف ٹکڑوں میں اوپر پیش ہوچکا ہے اس کی تمہید میں جو کچھ ارشاد ہوا اس کی تشریح اوپر گذر چکی۔ تجدید ایمان کے اس درس کے ذریعہ اللہ کے بندے عبد برگزیدہ اور سفیر نے اپنا کلام چھوڑ کر اپنے خالق کا کلام کچھ مختصر سا سنا دیا۔ اور چار آیتوں کی تلاوت تین متفرق مقامات پر کردی، سارا زور و تقویٰ الٰہی، و خشیت پر گویا نئی زندگی میں داخلہ کے وقت سب سے زیادہ زور و تاکید کی چیز خوف خدا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لئے معلم ہو کر آئے، مصلح ہو کر آئے تھے۔ جانتے تھے کہ جس

رشتہ میں دو ذی روح صاحب ارادہ مستقل کا ساتھ اور سابقہ سال کے ۳۶۵ دنوں اور دن کے ۲۴ گھنٹوں کا ہے لازمی ہے کہ ناگواریاں بھی پیش آئیں اور کبھی کبھی ناچاقیاں بھی، کبھی کبھی بے التفاتی کی سوغاتیں اپنا رنگ جمائیں گی کبھی غصہ و اشتعال کی گرماگرمی اپنا زور دکھائیں گی کبھی دکھ، کبھی سکھ کبھی تندرستی کبھی مایوسیاں، ابھی بیماریوں کی دکھن، ابھی ناکامیابیوں کی چبھن علاج ان سب بڑے اور چھوٹے امراض کا ناخوشگواریوں کے سلسلۂ دراز کا 'ازدواجی زندگی کے ہر نشیب و فراز کا ایک اور صرف ایک ہے اور اسی کا نام ہے خوف خدا یا تقویٰ الٰہی یہی ایک ایسی اکسیر ہے جو ہر مصیبت سے بچائے گی، ہر لغزش کے وقت آڑے آئیگی یہی معنی و مفہوم ایجاب و قبول کے اور یہی حکمت ہے خطبۂ نبوی میں آیات تقوی کی تکرار کی خطبۂ نبوی کا خاتمہ اس قانون ربانی کی منادی پر ہوتا ہے کہ

ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزاً عظیما

صلاح و فلاح کی راہ دکھانے والی روشنی تو صرف اللہ و رسول کے قانون شریعت میں ہے اور کامیابی تو اسی کا حصہ ہے جو اطاعت اسی کامل ہدایت نامہ اور مکمل دستور العمل کی اختیار کرے، اپنی ہی جیسی محدود عقل و بینش رکھنے والوں کے نظریے اور فلسفیوں کی غلامی چھوڑ کر اور کامیابی و فوز عظیم بھی کیسی؟ مادی بھی اور روحانی بھی اور دنیاوی بھی، اشخاص و افراد کیلئے بھی اور قوم و جماعات کے لئے بھی اور اس ایک شاہراہ کے سوا ہر روش باطل اور ہر رہرو کے حق میں ستم قاتل۔

نکاح اسلام کی نظر میں معاہدہ ہے ایک طرف سے اطاعت کا، خدمت کا، دوسری طرف سے حفاظت کا، کفالت کا، اور دونوں طرف سے محبت کا، اخلاص کا، رفاقت کا۔

عورت کیا کچھ کرسکتی ہے

تاریخی شہادتوں کے ساتھ صحابی عورتوں کے وہ شاندار کارنامے جو تاریخ کی پیشانی پر ثبت ہوگئے ہیں جن کے واقعات و قصص آج بھی ہمارے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے ایمان و روح تازہ ہوتے ہیں اور دل سوز و گداز سے بھر جاتا ہے انداز بیان اس قدر عمدہ کہ بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔ قیمت مجلد ایک روپیہ ۵۰ پیسے علاوہ محصول ڈاک

وجعل بینھما مودۃ ورحمۃ

ایک ایسی نسبتاً ضعیف و نازک مخلوق زبان ہار رہی ہے کہ اپنے کو دوسرے کے سپرد کر رہی ہوں دوسری نسبتاً قوی و صاحب اقتدار ہستی قول دے رہی ہے کہ میں دوسرے کی ذمہ داری کو قبول کر رہا ہوں اور دونوں اپنے اس اقرار پر گواہ ٹھہرا رہے ہیں۔ علاوہ ضابطے کے ان دو عاقل بالغ گواہوں کے جن کا تعلق صرف عالم شہادت کے ظواہر سے ہے خود عالم الغیب والشہادہ اور اس کی ساری غیبی و شہودی قوتوں کو۔ نہ ہو کہ عمر کے کسی مرحلے میں حیات منزل کے کسی شعبہ میں غفلت کے کسی لمحہ میں استقامت کے بھٹکے قدم ثبات، پھسلے، مرد چونکہ قوام ہے با اختیار ہے قدرتاً خطاب بھی، براہ راست مرد ہی سے ہے اور حجۃ الوداع کے مشہور و معروف خطبہ میں زبانِ نبوت نے مردوں سے خطاب کی صراحت کر دی ہے کہ

اتقوا اللہ فی النساء

اے مردو! اللہ سے ڈرتے رہو عورتوں کے حقوق کے بارے میں۔

پرہیزی کی ہدایت اسی کو کی جاتی ہے جس سے بدپرہیزی کا خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے اور اختیارات محدود اس کو کئے جاتے ہیں جس سے حکمرانی کا اختیار حاصل ہوتا ہے

اسلامی زندگی

ایک ایسی کتاب جس میں عقائد اور رسموں کے متعلق صحیح طریقہ کار بتلایا گیا ہے اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں کیسی کیسی غلط رسمیں اور بدعتیں پائی جاتی ہیں جو سراسر اسلام کے خلاف ہیں۔ قیمت ۵ پیسے

حدیث کی ہر کتاب النکاح کے ماتحت ایک باب عشرۃ النساء کا یا مثل اس کے ملے گا یہ بھرا پڑا ہوگا۔ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت، رفق و ملاطفت کی تفصیل و تاکید سے یہ سب تفسیر ہے حکم قرآن وعاشروھن بالمعروف کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ارشادات کان لگا کر سنئے تو صاف یہ آوازیں سننے میں آئیں گی کہ بیوی کو اپنی ہی طرح کھلاؤ پلاؤ، اپنی ہی سطح پر معاشرت میں، معیشت میں رکھو، اس کی دل شکنی کی بات زبان پر نہ لاؤ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بیوی کا حق سارے برتاؤ میں پہچانو، یعنی جو معاملات بھی برتنے میں آئیں ان کا طریقہ بہتر سے بہتر رہے اور شستہ سے شستہ نہ یہ کہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ کسی بھک منگی غریب کی جھولی میں خیرات کی روٹی کا کوئی ٹکڑا ڈالا جا رہا ہے

ان کی اصلاح کی کوشش بھی ضرور کرو لیکن اس میں بھی لحاظ ان کی نزاکت کا رکھو، کہ ان کو اتنا نہ جھکاؤ کہ ٹوٹ جائے اور تو اور مومن کے ایمان تک کا معیار، یہ ارشاد ہوا ہے کہ ایمان کامل ترین اس کا ہے جو اپنے اہل کے حق میں اپنی عورتوں کے معاملہ میں نرم ہے۔

اور عمل رسول پاکؐ کا دیکھنا چاہیے تو اس شفاف مرقع میں یہ صاف دیکھ لیجئے کہ آپ اپنی ازدواج مطہرات سے پوری بے تکلفی اور خوش خلقی کے ساتھ ہنس بول رہے ہیں اور کوئی بیوی صاحبہ اگر کبھی کوئی بولی بول اٹھتی ہے تو آپ صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں بلکہ جو بیوی صاحبہ کمسن ہیں آپ ان کی رعایت سے ان کے کھیل تماشے میں شرکت فرما رہے ہیں۔ یہاں تک کہ شب پندرہ شعبان میں جب آپؐ مُردوں کی دعائے مغفرت کے لئے بستر مبارک سے اٹھ کر قبرستان جانا چاہتے ہیں تو اٹھتے آہستہ سے ہیں اور دروازہ آہستہ سے کھولتے ہیں۔ قدم چپکے سے رکھتے ہیں۔ اور یہ سارا اہتمام آہستگی کا اس لئے کہ قریب ہی سونے والی بیوی صاحبہ کے آرام میں بے ضرورت خلل نہ پڑے۔

قربان ہونے کو جی چاہتا ہے اس معلم و ہادی کے جس نے ایک مختصر سے خطبہ میں راہ کی ان منزلوں کی طرف اشارہ کر دیا اور ہر ممکن مشکل کا حل نسخہ تقویٰ الٰہی میں دیدیا مرد وہ ہے جو ان سب موقعوں پر اپنی ذمہ داریوں کو، ذمہ داری کی گراں باریوں کو یاد رکھے۔ جذبات کی تیز و تند آندھیاں یقیناً گذر جانے والی ہے اور اسے گذر جانا چاہیے۔ بغیر اس کے کہ گھروں میں آگ لگائے بغیر اس کے کہ ہرے ہرے گلشن کو جلا دے لیکن طویل رفاقت و ہمدمی سے جو باہمی مناسبت فریقین میں پیدا ہو جاتی ہے اور یہ مناسبت نام آہستہ آہستہ موانست عام بن جاتی ہے اور اس انس و موانست اور لطیف محبت کی نسیم جانفزا کی ہلکی ہلکی جنبش زندگی کی آخری سانس تک میں لذت و حلاوت باقی رکھتی ہے ؎

طریق عشق و محبت رہ ہوا و ہوس
وہ راہبر کی ہدایت یہ رہگزر کا فریب

"بارک اللہ و بارک علیکم و جمع بینکم فی خیر"

اشعار اکبر

سید حسن اکبر آبادی کی شخصیت قابلِ تعارف نہیں اس کتاب میں اکبر کے اشعار اور ان کے حالات زندگی کو بیان کیا گیا ہے۔ قیمت تین روپے

رضوان لکھنؤ

اے اللہ آج تیرے ایک ناتواں بندے
اور ناتواں بندی کے درمیان تیرے ہی حکم و
ہدایت کے مطابق اور تیری ہی رضا کی خاطر
وہ رشتہ قائم ہوا ہے جو آدمؑ و حواؑ سے لیکر
اب تک تیرے بیشمار
بندوں اور بندیوں کے
درمیان قائم ہو چکا ہے
اے اللہ ان سب
کے طفیل میں ان دونوں
کو بھی اس امتحان میں
پورا اتار، ہر آزمائش میں ثابت قدم رکھ، ان کے
قلوب کو اپنی محبت اور ذوق طاعت سے بھر دے
ان کی عاقبت سنوار دے ان کی زندگیاں تیرے
ہی نام کی برکت سے سہارا لے کر جوڑی جا رہی ہیں
اس سہارے کو قائم رکھ جب تک یہ تیری زمین پر
بسیں جب اس عالم سے اٹھیں اور جب دوبارہ
تیرے حضور میں بھیجے جائیں، اپنی مرضی یہ دونوں تیری
مرضی میں گم کر دیں، تو ان کا ہو جا اور یہ تیرے ہو جائیں
اے اللہ ان کو اور ان کی نسل کو سارے فتنوں سے
محفوظ کر دے خواہ عصر حاضر کے ہوں خواہ عصر مستقبل کے
خواہ وہ کیسے ہی خوش نما نقاب اپنے چہروں پر ڈال کر
آئیں اور کیسے ہی نظر فریب پردوں میں اپنے کو چھپائیں
اے اللہ ان کے نصیب پر سایہ ڈال دے
اپنے خلیل ابراہیمؑ اور ان کی بی بی سارہؑ کا اپنے خلیل ابراہیمؑ
اور بی بی ہاجرہؑ کا انھیں نقش قدم پر چلا رسول اکرم محمد
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی خدیجہؓ کے رسول اکرمؐ
اور بی بی عائشہؓ کے! باد سموم کی ہر لپیٹ کو ان کے حق
میں نسیم سحر کا جھونکا بنا دے
آتش نمرود کے ہر گوشے میں ان
کے لئے گلزار خلیل کے پھول
کھلا دے اپنے دین کی محبت
ان کے دلوں میں جما دے
اپنے دین کی خدمت کا ولولہ
ان کی روح میں لبا دے اپنے دین کی نصرت کا جذبہ
ان کے اندر جگا دے جب تک اس دنیا میں آباد
رہیں اسلام کے ہتھیاروں سے اپنے جسم کو سجائے ہوئے
جب تیرے حضور میں حاضر ہوں تو ایمان کا طغرا پیشانی
پر لگائے ہوئے جب بلاوا تیرے یہاں سے آئے
تو ان کے دل تیری دید کی آرزو لئے ہوئے ہوں
اور ان کے چہرے تیرے شوق و اشتیاق کی چمک سے جگمگاتے
ہوئے ہوں، دنیا غدار ہو جائے محمدؐ کے دین کے وفادار
رہیں زمانہ اپنے قول سے پھر جائے یہ کلمۂ توحید پر استوار
رہیں۔ انھیں شرمندہ نہ کر نہ ایک دوسرے سے نہ اپنی کتاب
اور اپنے رسولؐ سے تیری مرضیات کی جنتان کیلئے ہوا دے یہ تیری
جنت کیلئے اپنے کھلے ہوئے چہروں کے ساتھ ہنستے ہوئے چلو دیکے
ساتھ اور اپنے ساتھ آج کے دعا گووں کو لئے ہوئے ؛

پریشانیوں کا شرعی علاج
ایک دمشقی عالم کے حیرت انگیز انکشافات بزرگان دین
اور مشاہیر امت کے زبردست عملیات اور مجرب و
مسنون و مستحب دعائیں۔ قیمت دو روپے

تو کس انتظار میں ہے

جناب وحید الدین خاں صاحب کی کتاب "علم جدید کا چیلنج" کی آخری سطور

اگر کسی دن ماؤنٹ پلومر کی رصد گاہ سے
یہ اعلان ہو کہ زمین کی قوت کشش ختم ہو گئی ہے
تو ساری دنیا میں کہرام مچ جائے گا۔ کیونکہ اس
خبر کے معنی یہ ہیں کہ زمین کا پورا کرہ ۶۶ ہزار میل
فی گھنٹہ کی رفتار سے سورج کی طرف کھنچنا شروع
ہو جائے اور چند ہفتوں کے اندر سورج کے
عظیم الاؤ میں اس طرح جا گرے کہ اس کی راکھ بھی
یہ بتانے کے لئے باقی نہ رہے کہ زمین نام کی
کوئی چیز کبھی اس کائنات میں موجود تھی جس
میں اربوں انسان بستے تھے اور بڑے بڑے
تمدنی شہر آباد تھے۔

مگر ماہرین اعداد و شمار کی یہ خبر کہ ہر ایک
منٹ میں ساری دنیا کے اندر ایک سو انسان
مر جاتے ہیں، ہمارے لئے اس سے بھی زیادہ گھبرا
دینے والی بات ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ
ہر ایک رات اور دن میں تقریباً ۱۵ لاکھ انسان
ہمیشہ کے لئے اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں
۲۴ گھنٹے میں پندرہ لاکھ!

اس صورت حال میں یہ واقعہ مزید شدت
پیدا کر دیتا ہے کہ پندرہ لاکھ کا یہ انتخاب تابکار
عناصر کے برقی ذرات کی طرح بالکل نامعلوم
طور پر ہوتا ہے کوئی بھی شخص یقین کے ساتھ نہیں
کہہ سکتا کہ اگلے چوبیس گھنٹے کے اندر پندرہ لاکھ انسانوں
کی موت کی فہرست تیار ہو رہی ہے اس میں اس کا
نام شامل ہے یا نہیں؛ گویا ہر شخص ہر آن اس خطرہ میں
مبتلا ہے کہ قضا و قدر کا فیصلہ اس کے حق میں موت کا

فرشتہ بن کر آ پہونچے۔

یہ جانے والے لوگ کہاں جاتے ہیں، اس کا جواب آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ وہ کائنات کے مالک کے سامنے اپنے کارنامۂ زندگی کا حساب دینے کے لئے حاضر کئے جاتے ہیں۔ انھیں اس لئے موت آتی ہے کہ دوسری دنیا میں ان کی وہ مستقل زندگی شروع ہو جو دنیا کے عمل کے مطابق اچھی یا بُری انھیں گذارنی ہے یہ زندگی یا تو بے حد آرام کی زندگی ہے یا بے حد تکلیف کی زندگی۔ یہ گھڑی بہر حال آکر رہے گی ہم سب لوگ ایک ایسے ممکن انجام سے دوچار ہیں جس سے ہم صرف بچنے کی فکر کر سکتے ہیں، اس کے آنے کو ہم ٹال نہیں سکتے۔

پھر انسان تو کس انتظار میں ہے کیا تجھ کو ہوشیار کرنے کے لئے یہ واقعہ کافی نہیں کہ تو اپنے آپ کو موت سے نہیں بچا سکتا، کیا تجھے اپنی زندگی کو بدلنے کے لئے اس سے بڑے کسی محرک کی ضرورت ہے کہ اگر تو نے دنیا میں اپنی زندگی نہیں بدلی تو تجھ کو جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیش کے لئے جلنا ہے کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ دنیا میں جب تیری قبر پر تیرے معتقدین پھول چڑھا رہے ہوں تو آخرت میں خدا کے فرشتے تیری باغیانہ روش کے جرم میں تجھ پر کوڑے برسائیں؟

وہ دن جو برا سخت دن ہوگا وہ جب آئیگا تو سارے زمین و آسمان کو الٹ دے گا وہ ایک نئی دنیا بنائے گا جہاں سچ، سچ کی شکل میں ظاہر ہوگا اور جھوٹ، جھوٹ کی شکل میں کوئی نہ خود دھوکہ میں رہے گا اور نہ دوسرے کو دھوکہ دے سکے گا، نہ کسی کا زور چلے گا نہ سفارش کام آئے گی اس دن تیرے الفاظ کے گھروندے بکھر جائیں گے تیرے جھوٹے فلسفے بے دلیل ثابت ہوں گے تیری فرضی امیدیں تجھے دھوکا دے دیں گی، تیرا اقتدار تیرے کچھ کام نہ آئے گا۔ تیرے خود ساختہ بت تجھے جواب دے دیں گے، آہ! انسان کس قدر بے سہارا ہوگا اس روز، حالانکہ اسی دن اس کو سب سے زیادہ سہارے کی ضرورت ہوگی، وہ کتنا محروم ہوگا، اس روز حالانکہ اسی دن وہ سب سے زیادہ پانے کا محتاج ہوگا۔

انسان! آج ہی سُن لے کیونکہ کل تو سنے گا مگر اس وقت تیرا سننا بیکار ہوگا۔ آج ہی سوچ لے کیونکہ موت کے بعد تو سوچے گا مگر اس وقت کا سوچنا تجھے کچھ کام نہ آئے گا خدا کا راستہ تیرے سامنے کھلا ہوا ہے اس کو پکڑ لے۔ خدا کے رسول پر ایمان لا، خدا کی کتاب کو اپنی زندگی کا دستور بنا، آخرت کے دن کے لئے تیاری کر۔ یہی تیری کامیابی کا راستہ ہے اسی میں وہ زندگی چھپی ہوئی ہے جس کی تجھے تلاش ہے

؎

"کیوں نہ ہو نام ہی اس کا رضوان ہے"

حافظ عبد السمیع دھام پوری

یہ رضائے الٰہی کا سامان ہے — کیوں نہ ہو نام ہی اس کا "رضوان" ہے

علم دینِ محمد کا گنجینہ ہے — اور صداقت کا تابندہ آئینہ ہے

اس کے الفاظ، ہائے تابندہ ہیں — حرف اس کے گہر ہائے رخشندہ ہیں

پُر خلوص ایک داعی ہے اسلام کا — دعوتِ دیں کا حق کے پیغام کا

یہ معلم ہے قرآن کی تعلیم کا — منتظم ہے مسلماں کی تنظیم کا

نورِ حق اس نے دنیا میں پھیلا دیا — دین کا پیغام ہر گھر میں پہنچا دیا

در حقیقت ہے ملت کا ناظم رفیق — بیٹیوں پر ہے امت کی بیحد شفیق

اس سے ہوتی ہے حاصل خدا کی رضا — یہ ذریعہ ہے ترغیبِ فردوس کا

ہم کو لازم ہے اس دورِ الحاد میں — اس کو پڑھوائیں اوروں کو خود بھی پڑھیں

عازمین حج کو مژدہ

کاروانِ مدینہ

تالیف: مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است — آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است
خاک یثرب از دو عالم خوشتر است — اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی مختصر تقریروں اور مقالات کا مجموعہ جن کا تعلق ذات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی سیرت پاک، اس کی تعلیمات، پیام، اس کے عطیات واحسانات اور اس کے عالمگیر نتائج واثرات سے ہے اس کتاب کے مطالعہ سے محبت کی وہ تپش اور سوزش اور عشق کی وہ شوریدگی اور زندگی کی بالیدگی پیدا ہوتی ہے جو ایک سچے عاشقِ رسول اور دیار حبیب کی زیارت کے متمنی کے قلب میں پیدا ہونا ضروری ہے آخر میں ایک تمثیلی نعتیہ مشاعرہ بھی ہے جس میں فارسی و اردو شعراء کا منتخب نعتیہ کلام پیش کیا گیا ہے۔

شام کے مشہور عالم وادیب اور سابق جج شیخ علی طنطاوی لکھتے ہیں:-

میرا اپنے بارے میں اعتماد متزلزل ہوگیا تھا لیکن "برادرم ابوالحسن" جب میں نے آپ کی کتاب "الطریق الی المدینہ" (کارواں مدینہ کا عربی اڈیشن) پڑھا تو میں نے محسوس کیا کہ شوق میرے اندر انگڑائی لینے لگا اور میرے سینہ میں وہی تپش ہے اس طرح مجھے پھر اطمینان ہوا کہ میرا دل محبت سے بالکل خالی نہیں ہوا ہے لیکن افکار زمانہ اور وقت نے اس جوہر کو گرد آلود کر دیا تھا۔ آپ کی کتاب نے اس گرد کو صاف کر دیا۔"

ہر حاجی اس کتاب کو اپنے ہاتھ میں رکھے تاکہ جذبۂ شوق میں اضافہ ہو۔

قیمت تین روپے (۳ روپے)

ملنے کا پتہ: مکتبہ اسلام گوئن روڈ امین آباد لکھنؤ ۱

سب سے پہلی شہید خاتون

نثار فاطمہ

حضرت سمیہ بنت خیاط کو یہ فخر حاصل ہے کہ انھوں نے ایسے نازک موقع پر اسلام قبول کیا جب ایمان لانا ہاتھوں میں انگارے لینے کے برابر تھا جب ہر طرف سے تیروں، پتھروں کی بارش ہو رہی تھی جب ایمان والوں اور ایمان داعیوں پر بے پناہ مصائب ڈھائے جا رہے تھے اور ان کی زندگی اجیرن کی جا رہی تھی، اس وقت اللہ کی اس نیک بندی نے باوجود اپنے بڑھاپے اور ضعف کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان والی دعوت کو قبول کیا اور صرف قبول ہی نہیں کیا بلکہ تن من سے اسلام پر نثار ہو گئیں، ان مبارک اور مقدس خاتون کی قربانیوں، اسلام کی راہ میں جانفشانیوں ایمان کی خاطر بے پناہ مصیبتوں کا کیا کہنا، بڑے بڑے جوانمرد بھی بول جائیں، اسلام کی تاریخ میں ان کی قربانیوں کو اولیت حاصل ہے جب کہ چند گنے چنے آدمی اسلام قبول کر کے مسلمان ہوئے تھے اور سارا مکہ ان کا جانی دشمن تھا، کیا اپنے کیا غیر در و دیوار خون کے پیاسے، ایسی حالت میں حضرت سمیہ مسلمان ہوئیں اور اپنے ضعیف شوہر یاسر اور اپنے بیٹے عمار کے ساتھ ایمان ویقین کی دولت سے مالا مال ہوئیں، کفار مکہ نے ان تینوں کو مکہ کی گرم ریت پر تپتے ہوئے موسم میں عذاب دینا شروع کیا، ان کو سخت گرمی کی دھوپ میں کنکریوں پر لٹایا جاتا اور لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تاکہ دھوپ سے لوہا تپنے لگے، اور اس کی گرمی سے تکلیف برداشت کے باہر ہو جائے کفار کو اس ضعیف خاتون پر ذرا بھی ترس نہ آتا ان کو مجبور کیا جاتا کہ یہ تکلیف سے عاجز ہو کر اسلام

کو چھوڑ بیٹھیں۔ یا کم از کم ان کی زبان سے کوئی کلمہ کفر نکل جائے، مگر اس خاتون حق پرست کے دل میں ایمان اتنا راسخ ہو گیا تھا کہ اتنی بڑی مصیبتوں کے باوجود ایک لمحہ بھی اس پر تیار نہ ہوئیں کہ زبان سے کفر کا کلمہ نکالیں یا اسلام سے بے وفائی کریں، ایسے نازک موقع پر مضبوط سے مضبوط دل رکھنے والے آدمی بھٹک جاتے ہیں اور ان کے پاؤں میں لغزش پیدا ہو جاتی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض تربیت تھا کہ عورتوں تک میں ایمان راسخ ہو گیا تھا۔ حضرت سمیہ کی ان تکلیفوں کو کوئی دیکھ بھی نہ سکتا تھا، ادھر سے ادھر جانے والے لوگ جب یہ حال دیکھتے تو ان کا دل لرز اٹھتا جب کبھی ایسی حالت میں حضورؐ گزرتے تو فرماتے آل یاسر صبر کرو اور پھر جنت کی بشارت سناتے، صبر کی یہ تلقین، پھر حضورؐ کی زبان مبارک سے جنت کی بشارت اس چھوٹے سے گھرانے کو ایمان و یقین کی اور اعلیٰ منزل تک پہنچا دیتی ہے اور وہ ضعیف خاتون رضائے مولیٰ اور جنت کی خواہش میں ایمان و یقین کی لذت محسوس کرتیں اور ان بے پناہ تکالیف میں ادر مزہ آنے لگتا۔ ابو جہل نے حضرت سمیہ کو تکلیف پہونچانے میں شقاوت و سفاکی کی انتہا کر دی، اس کو ان پر ترس کیا آتا اور غصہ آیا، اس نے اذیت کوشی کی حد کر دی جب دیکھا کہ اس ضعیف خاتون کا ضعف اس پر یہ تکلیف ان کو اسلام سے نہ ہٹا سکی تو غصہ میں بھر گیا اور ایسا تاک کر نیزہ مارا کہ اس کمزور و ناتواں کی ایک ایسی نازک جگہ پر وہ پڑا جس نے انکا کام تمام کر دیا، صبر کی پیکر خاتون جس نے صبر و عزیمت، ایثار و قربانی کی مثال قائم کر دی آخر کار شہادت کا درجہ حاصل کر کے آنے والے مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ چھوڑ گئی اور یہ اعلان کرتی ہوئی اپنے رب سے جا ملی کہ ایمان و یقین ایک ایسی نعمت ہے جس کے سامنے، دولت، صحت، زندگی اور دنیا کی بڑی سے بڑی دولت کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ مسلمان مرد و عورت کی شان یہ ہے کہ اسلام کے لئے جان و مال قربان کرے، زندگی اور موت سب اللہ کے لئے ہے۔

طبِ نبویؐ

سیکڑوں بیماریوں کی وہ دوائیں جن کو پیارے رسول صلعم نے استعمال فرمایا ہے۔ اس کتاب میں درج کی گئی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجویز کردہ دوائیں استعمال کر کے شفائے کلی حاصل کیجئے۔ قیمت دو روپے

إنّ صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين ۝ لا شريك له ۝ وبذلك أمرت وأنا أول المسلمين ۝

بیشک میری عبادت، میری قربانی، میرا جینا اور مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی بات کا مجھکو حکم ہے اور میں پہلا مسلمان ہوں۔

آج بھی حضرت سمیہ کی قربانی، جد و جہد اسلام کی راہ میں جان کی بازی کی ضرورت ہے آج اسلام کو ایسی ہی مجاہد بلاکش خواتین کی ضرورت ہے جو اپنی قربانی اور ایمان سے اسلام کا نام روشن کر گئیں جن کی گود میں پلے ہوئے عمار اسلام کے چار چاند لگا گئیں، اسلام کی پہلی خاتون تھیں جنھوں نے سب سے پہلے جام شہادت پیا کر رہتی دنیا تک ان کی اولیت اور افضلیت مانی جائے گی۔

قابل صد ستائش ہیں وہ اللہ کی بندیاں جو اپنی زندگی میں سمیہؓ، ام حرامؓ، ام حکیمؓ، عائشہؓ و فاطمہؓ، صفیہؓ اور ام سلمہؓ کو نمونہ بنا کر اپنے بچوں کی پرورش کریں۔ خود اسلام پر شیدا ہوں اور اپنے بچوں کو اسلام کی خدمت پر تیار کریں۔

شاعر ملت یونس قنوجی
کی
مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نظموں کا مجموعہ
شعلۂ افکار
انتہائی آب و تاب کے ساتھ چھپکر تیار ہے قیمت ۳/.
ملنے کا پتہ
مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

اقوالِ زرّیں

غلام محمد عبدالباقی

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے
ایک مشہور خطبہ میں فرمایا "آدمی اپنے ہنر سے
آدمی ہے، آدمی کا رتبہ اتنا ہی ہے جتنا
اس کا ہنر ہے لہٰذا علم میں گفتگو کرو تاکہ تمہارے
رُتبے ظاہر ہوں"

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علم سے
مومن کو کبھی سیری نہیں ہوتی، علم حاصل ہی کرتا
رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جنت میں پہونچ جائے"

ابوالاحوص سے مروی ہے کہ عبداللہ نے
کہا "آدمی عالم نہیں پیدا ہوتا، علم سیکھ کر
عالم بنتا ہے۔"

ابن شبیب کا مقولہ ہے "طبیعت تربیت
سے بنتی ہے علم تلاش سے ملتا ہے۔"

حضرت امیرالمومنین رض کا مقولہ ہے۔ "علم
گم گشتہ مال ہے جہاں ملے لے لو۔ چاہے مشرکین
کے ہاتھ سے ہو۔ علم سیکھنے میں عیب نہ سمجھو
آپس میں مل جل کر علم کا چرچا کرو، ورنہ
علم جاتا رہے گا۔

علقمہ کہا کرتے تھے "حدیث کا مذاکرہ
کرو کیونکہ علم مذاکرہ سے جوش مارتا ہے۔"

سعید بن جبیر رض کہا کرتے تھے: "حضرت ابن
عباس رض مجھ کو حدیثیں سناتے تھے، اگر اجازت
دیتے کہ اٹھ کر پیشانی چوم لوں تو ضرور چوم لیتا۔"

خلیل ابن احمد کا مقولہ ہے "کتابوں سے
زیادہ اپنے سینے کے علم کا مذاکرہ کیا کرو۔"

ایک شخص نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے عرض کیا مجھے علم کا شوق ہے مگر اس اندیشے

حاصل نہیں کرتا کہ ضائع نہ ہو جائے۔ فرمایا: "علم کا
ضائع ہونا یہی ہے کہ علم کو چھوڑ دیا جائے۔"

حضرت عبداللہ ابن عباس رض کا مقولہ ہے
"علم کا احاطہ ہو نہیں سکتا۔ لہٰذا علم میں انتخاب سے
کام لو۔"

حضرت ابن عباس رض ہی کے اشعار ہیں:-

(۱) ما اکثر العلم وما اوسعه
من ذا الذی یقدر أن یجمعه

(علم کی کثرت و وسعت کا کیا ٹھکانہ، کون اسے
جمع کر سکتا ہے)

(۲) ان کنت لابد له طالبا
محاولا فالتمس انفعه

(جب علم حاصل ہی کرنا ہے تو زیادہ سے زیادہ
مفید علم کی تلاش کرو)

لقمان نے اپنے بیٹے سے پوچھا "اب تیری
دانائی کس منزل میں ہے؟ بیٹے نے جواب دیا
بے فائدہ باتوں سے پرہیز کرنے لگا ہوں۔"
لقمان نے کہا "ابھی ایک کسر باقی ہے۔
علماء کی صحبت میں بیٹھ، کیونکہ خدا نور حکمت سے
مردہ دلوں کو اسی طرح زندہ کر دیتا ہے جس طرح
مینھ سے مردہ زمین کو۔"

زید بن اسلم کہتے ہیں لقمان حکیم کی ایک نصیحت
یہ بھی ہے "فرزند، علماء سے حجّت نہ کرنا کہ تجھے
ذلیل سمجھیں، ٹھکرا دیں، بے وقوفوں سے تکرار نہ
کرنا کہ گالیاں دیں اور رسوا کر ڈالیں، بڑوں اور
چھوٹوں سب کی برداشت کرنا۔ کیونکہ علماء
کے حلقہ میں وہی کھپ سکتا ہے جو ان سے نرمی
برتتا ہے اور سیکھنا چاہتا ہے۔"

حضرت عباس ابن عبدالمطلب نے اپنے
صاحبزادے عبداللہ کو نصیحت کی "فرزند، تین
ارادوں سے علم حاصل نہ کرنا۔ ریا کے ارادے
سے، بحث کے ارادے سے، فخر و مباہات
کے ارادے سے۔ علم کی ناقدری سے۔ طلب علم
میں شرم سے۔

حضرت علی رض کا مقولہ ہے "علم سیکھو اور
جب سیکھ چکو تو اس کا وزن بھی برداشت کرو
ہنسی مذاق، کھیل کود سے علم کو نہ ملاؤ کہ دل اس
سے نفرت کرنے لگے۔

اور فرمایا علم حاصل کرو مگر علم و وقار کے زیور
سے بھی آراستہ رہو۔ استادوں اور شاگردوں
کے ساتھ خاکسار رہو، جبار عالم نہ بنو کہ تمہارا
باطل تمہارے حق کو برباد کر ڈالے۔"

امام زہری کا قول ہے "علم پر بھی بربادی
آتی ہے ایک بربادی یہ ہے کہ علم میں جھوٹ کی آمیزش
کر دی جائے اور یہ علم کی سب سے بڑی بربادی ہے۔"

نور کے تڑکے میں

سید عبد التواب صوفی

میں نور کے تڑکے میں جس وقت اُٹھا سو کر
اللہ کی رحمت کے دروازے کھلے پائے

آتی تھی ندا پیہم جو مانگنے والا ہو
ہاتھ اپنے عقیدت سے آگے مرے پھیلائے

جو رزق کا طالب ہو میں رزق اسے دوں گا
جو طالب جنت ہو جنت کی طلب لائے

جس جس کو گناہوں سے بخشش کی تمنّا ہو
وہ اپنے گناہوں کی کثرت سے نہ گھبرائے

وہ مائل توبہ ہوں میں مائل بخشش ہوں
میں رحم سے بخشوں گا وہ شرم سے پچھتائے

وہ کشتِ طلب بوئے میں بارش رحمت ہوں
میں دیکھ نہیں سکتا کھیتی کوئی مرجھائے

یہ سُن کے ہوئے جاری آنکھوں سے مری آنسو
قسمت ہے محبت میں رونا جسے آجائے

اے ابرِ کرم میری سوکھی ہوئی کھیتی ہے
گلزار تمنّا پر رحمت کی گھٹا چھائے

آقائے گدا پرور سائل ہوں ترے در پر
میں اور تو کیا مانگوں تو ہی مجھے مل جائے

صوفی ہے ترا بندہ غفلت سے ہے شرمندہ
حاضر ہے ترے در پر سر شرم سے نہوڑائے

ایک مکمل سوانح حیات ★ ایک مستند تبلیغی دستاویز

سوانح

حضرت مولانا محمدّ یوسف صاحب کاندھلوی

چہ باید مرد را طبع بلند و مشربے نابے
دل گرم نگاہ پاک بینے جان بے تابے

تالیف: سید محمد ثانی حسنی — مقدمہ از مولانا سید ابو الحسن علی ندوی

داعی الی اللہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ایسی مکمل اور مستند سوانح حیات جس میں خاندان کاندھلہ اور جھنجھانہ کے حالات، خصوصاً حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نیز تبلیغی جماعتوں کے مجاہدوں اور سفروں کی سرگذشت کے ساتھ ساتھ مولانا کی زندگی کے تفصیلی حالات ملاحظہ ہوں۔

اس کتاب کا ماخذ خود مولانا علیہ الرحمہ کے مکاتیب، اکابر تبلیغ کے خطوط، مستند ترین حضرات کی روائتیں اور سب سے بڑھ کر حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدظلہ العالی کی تحریری یادداشتیں ہیں نیز اس سوانح حیات میں مولانا سید ابو الحسن علی ندوی کے قلم سے لکھے ہوئے حضرت شیخ الحدیث کے حالات زندگی بھی ہیں۔ جنھوں نے اس کتاب کی قیمت کو دو چند بنا دیا ہے۔

یہ کتاب اٹھارہ ابواب پر مشتمل ہے۔

سائز ۱۸×۲۲/۸ صفحات تقریباً ۸۰۰ قیمت مجلد مع خوبصورت گرد پوش قیمت دس روپے

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

قرآن پاک اور اصولِ زندگی

بیگم سیّد اصغر حسین

اللہ تبارک و تعالےٰ نے کلام برحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما کر احسانِ عظیم ہم پر کیا ہے۔ ہم بھٹکے ہوئے تھے راہ راست ہم کو دکھائی، اپنی زندگی گذارنے کا قانون عطا فرمایا۔ قرآن شریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور دوسری کتابیں دوسرے پیغمبروں پر اتاریں۔

کلام مجید پر اعتقاد کہ خدا کا کلام ہے، فرض ہے اس پر عمل کرنا بھی فریضہ ہے، قرآن شریف ہمارا ضابطۂ حیات ہے، انسان کو اپنی زندگی کی معراج تک پہونچنے کے لئے چند اصولوں کی پابندی کرنا پڑتی ہے اور ان اصولوں کا قرآن مجید ایک بہترین نمونہ ہے یہ اصول ہماری زندگی میں مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ اور دین و دنیا سنوارنے کے لئے صحیح راہ بتاتے ہیں۔ قرآن مجید ایک ایسا آئینہ ہے کہ جس میں ہم اپنی زندگی کے ہر پہلو کی جھلک پاتے ہیں۔ اگر ہم غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اس میں جو مسائل حل کئے گئے ہیں وہ آج کی دنیا میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنے پیغمبر مختلف زمانوں میں آئے اور جس قدر کتابیں نازل ہوئیں ان سب کے ذریعہ بندوں کو عبادت کا حکم دیا گیا ہے خدا نے احکام اور وعدے فرمائے ہیں۔ منکرات سے منع کیا ہے۔ عذاب سے ڈرایا ہے۔

اگرچہ زمانہ کے حالات اور امتوں کے اصول کے مطابق عبادت کے نظام ان کے مقررہ شکلوں میں اختلاف رہا ہے لیکن قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل عبادت کا حکم اور مطالبہ ہمیشہ رہا ہے خصوصیت سے نماز زکوٰۃ یعنی اللہ کی راہ میں

۳۶۰ ۵۹۲۹۹

صدقہ و خیرات ہر شریعت کے اہم اجزا رہے ہیں خدائے تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں روحانیت اور ملکوتیت کا جو حصہ رکھا ہے وہ نماز اور روزہ اس کو ترقی دینے اور نفس کی صفائی کا خاص ذریعہ ہے۔ کلام پاک میں جگہ جگہ فرمایا گیا ہے نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو، روزہ رکھو حسب استطاعت حج بھی فرض کیا گیا ہے۔ حج سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اپنا سب کچھ قربان کردینے والے اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تبعیت بنا کر کعبہ پہنچتے ہیں۔ سورۂ نساء میں فرمایا گیا ہے کہ۔ ــ میری عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اور دوسرے قرابت داروں کے ساتھ اسی طرح یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ جو قرابت دار ہوں اور ان پڑوسیوں کے ساتھ جو اجنبی ہوں اچھا سلوک کرو۔ قرآن شریف نے عورتوں کے حقوق کو واضح طور سے بیان کیا ہے نکاح بوگان شوہر سے، مہر، والدین کی جائداد میں شرعی حصہ، عورتوں کے حقوق مردوں پر اسی طرح ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر۔

کلام مجید میں پردہ عورتوں پر فرض کیا گیا ہے سورۂ نور میں اس کی صاف طور سے وضاحت موجود ہے مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی زینت کے مواقع ظاہر نہ ہونے دیں، اسلام میں حسن اخلاق کی سب بڑی فضیلت آئی ہے۔ اور نیکیاں کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ سخاوت کا اہم مقام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے دوسروں کو بھی فائدہ پہونچاؤ۔

دس ولی

دس بڑے بڑے بزرگوں کے حالات زندگی الگ الگ کتابوں میں جن کے پڑھنے سے گناہوں سے طبیعت خود بخود نفرت کرنے لگتی ہے بچوں اور بڑوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ مکمل سٹ قیمت چار روپے

مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

یہ ہیں وہ قرآنی اصول جن کو دوسرے مذہب والے اپنا رہے ہیں۔ قرآنی تعلیمات کو میں نے بہت مختصر طور سے لکھا ہے پھر بھی انسانی تکمیل کے لئے یہی کافی ہیں اب ہم کو ٹھنڈے دل سے سوچنا ہے کہ ان اصولوں سے قطع تعلق کرکے ہم نے کیا پایا اور کیا کھویا۔ ہم نے پایا فیشن پرستی، آزادی، دین سے بیزاری، ذلت و خواری۔ کھو دیا ہم نے دینی وقار سربلندی، بہادری، محبت، اخوت، صداقت

ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

معزز ناظرین یہ ہے ہماری ترقی، اس سے تو ہم جاہل دقیانوسی بہتر تھے، ہمارے پاس دین وایمان کی دولت تھی دنیا ہمارے سامنے سرنگوں تھی، ہماری بداعمالیوں کی بدولت قبلۂ اول ہمارا چھن گیا آج ہر مسلمان کی آنکھ اشکبار ہے۔ یہ کیوں ہوا ہے۔؟ صرف اس لئے کہ ہم نے خدا کو چھوڑا، خدا نے ہم کو چھوڑ دیا۔ آج ہم نام ونمود کی طلب میں دنیا والوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کے دائیں بائیں لگے رہتے ہیں۔ اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی ذرا بھی فکر نہیں کرتے جس کے قبضۂ قدرت میں عزت و وقار اور اعلیٰ سے اعلیٰ درجات ہیں۔ اسلامی قانون کے طور طریقے ہم نے بالائے طاق رکھے دوسرے مذاہب کے طور طریقے اب ہمارے مشعل راہ ہیں۔ لیکن اس مشعل سے ہم کوئی روشنی نہیں پاتے۔ اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں ہر طرف سے مصیبتوں اور آفتوں کی بارش ہے سکون وقرار اٹھ چکا ہے، ہم بدستور لہو ولعب میں گرفتار ہیں۔ وقت اور پیسہ دونوں برباد کر رہے ہیں۔

ہماری تفریح جو کچھ کثیر رقم ہر ماہ صرف ہوتی ہے اس کا نصف ہی قومی اداروں میں لگا سکتے ہیں کسی نادار طالب علم کو دیا جاسکتا ہے کسی ایسے فاقہ کش کو دے دیں جس نے دو روز سے کھانا نہ کھایا ہو، تو ہماری عاقبت، اس کی دنیا سنور سکتی ہے۔ انصاف سے ہم غور کریں۔ ان دونوں باتوں میں کونسی بات بہتر ہے، ہمارے قومی ادارے دینی رسالے، اسلامی مدرسے دم توڑ رہے ہیں ہم کو عیش پرستی سے فرصت نہیں ملتی۔ اپنے لئے سب کچھ ہے لیکن ان چیزوں کی مدد کرنا باعث عار ہے باعث تکلیف ہے کیا ایسی بے حس قوم اور بھی کوئی ہوگی۔ خطرے کی گھنٹی سروں پہ بج رہی ہے۔ ہم خواب غفلت سے بیدار نہیں ہوتے۔ ہم نماز ہی کو سوچیں کہ کس آسانی سے قضا کرتے رہتے ہیں۔ یہ وہ نماز ہے جس کو ہمارے پیشوا

دیارِ حبیب

از: امۃ اللہ تسنیم

مدینہ منورہ جو کہ دیار حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کے عشق ومحبت نیز ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہلکی پھلکی بحریں درد واثر میں ڈوبے ہوئے اشعار جن کے پڑھنے سے عشق نبی میں اضافہ ہوتا ہے۔ قیمت ۵۱ پیسے صرف

ملنے کا پتہ:۔ مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز بتائی ہے۔ نماز اسلام کا دوسرا رکن ہے۔ کسی طرح اور کسی حالت میں قضا کرنے کا حکم نہیں ہے حکم ہے کہ کھڑے ہوکر پڑھو اگر کسی وجہ سے معذور ہو تو بیٹھ کر پڑھو، یہ بھی نہ ہو تو لیٹ کر اشارے سے پڑھو۔ الغرض جب تک ہوش وحواس درست ہیں نماز معاف نہیں ہوسکتی۔ حالانکہ ہم ضروریات زندگی میں کس قدر مستعد نظر آتے ہیں۔ مثلاً کہیں آنا جانا ہو تو، سیر وتفریح ہو، گھر کی خانہ داری ہو، لباس وزیور ہو بازار کی خریداری ہو نہایت مستعدی سے انجام دیتے ہیں۔ اگر مستعد نہیں ہیں تو صرف نماز میں۔ کیونکہ خدا کا خوف ہمارے دل سے حرف غلط کی طرح مٹ چکا ہے۔

یقین کیجئے کہ ہماری عظمت ہماری سربلندی اور عزت صرف اسلام میں ہے جب تک ہم اسلامی کردار نہ اپنائیں گے کھوئی ہوئی عظمت کبھی بھی حاصل نہ ہوسکے گی۔ اسلام جیسے مقدس مذہب کی ہم قدر نہ کریں گے تو کون کرے گا ہم اس سے محبت نہ کریں گے تو پھر کون محبت کرنے والا ہوگا۔ مذہب اسلام ایسا مذہب نہیں ہے کہ آنکھیں بند رکھنے کی تعلیم دی گئی ہو آنکھیں کھول کر دنیا میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے کہ کون کون سے اسلامی فرائض ہیں اور کن کن باتوں پر چل کر ہم دین و دنیا میں سرخروئی حاصل کرسکتے ہیں۔

لازم ہے کہ اب بھی ہم سنبھل جائیں، اور اسلامی فرائض پر پابندی سے تیار ہوجائیں ورنہ (خدانخواستہ) مسلم قوم تباہ نہ ہوجائے میرے علم میں جہاں تک ہے مسلم قوم پر ایسا نازک وقت بہت کم آیا ہے جس زمانہ اور جن حالات سے ہم گذر رہے ہیں اس کا تقاضا یہی ہے کہ ہم پکے مسلمان بن کر متحد ہوکر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہم واپس جائیں بس یہی ہماری نجات اور عافیت کا راستہ ہے اپنے اعمال کی اصلاح میں ہمہ تن مصروف ہوجائیں آمین۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

دہلی اور اُس کے اطراف

از مولانا حکیم سید عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم ندوۃ العلماء

آج سے ساٹھ ستر برس پہلے مولانا مرحوم نے دہلی اور اس کے اطراف کا سفر کیا تھا اور مشہور علماء وصوفیا سے نیاز حاصل کیا مشہور مقامات دیکھے، کتب خانوں کی سیر کی ان سب پر مشتمل ایک روزنامچہ مرتب کیا ہے۔ قیمت دو روپیہ

کافی ہیں مجھے مریمؑ و زہراؑ

صالحۃ الزہرا (بستی)

میں صبح سویرے اُٹھتے ہی مالک کی عبادت کرتی ہوں
اور پڑھ کے نماز وقت سحر قرآن کی تلاوت کرتی ہوں

ایثار، محبت، خلق وفا، خندہ روئی شیوہ ہے مرا
واللہ بس اس تدبیرسے میں گھر بھر پہ حکومت کرتی ہوں

شوہر کی محبت راحت جاں اولاد ہے آنکھوں کی ٹھنڈک
یوں غم کدۂ دل کو اپنے فردوس مسرت کرتی ہوں

شوہر نے جو نافرمانی کی، اللہ کی، اپنے مولیٰ کی
پھر اُن سے خفا ہو جاتی ہوں، میں یہ بھی جسارت کرتی ہوں

بیٹی ہوں میں حوّا کی، لغزش ہر ایک قدم پہ ہوتی ہے
لیکن میں خطاؤں پر اپنی توبہ و ندامت کرتی ہوں

اسلام کی ہر تہذیب کو میں سینے سے لگائے رکھتی ہوں
تہذیب نوی کی لعنت سے بیزار ہوں نفرت کرتی ہوں

میں عورت ہو کر بے پردہ سڑکوں پہ پھروں توبہ توبہ
اس شیطانی تہذیب پہ لاکھوں بار میں لعنت کرتی ہوں

وہ پھول ہوں جس کی ہر نکہت محدود ہے اپنے گلشن میں
بس شمع حریم ناز ہوں گھر کی دور میں ظلمت کرتی ہوں

سرمایہ ہے اپنا شرم و حیا کافی ہے مجھے مریمؑ و زہراؑ
میں اُن سے محبت کرتی ہوں، میں ان کی اطاعت کرتی ہوں

ہماری خانگی مشکلات اور انکا حل

ترجمہ و تلخیص: محمد احسن

گھر کا سکون اور مسرت میرے خیال میں اس دنیا کی سب سے بڑی راحت ہے اور گھر کی بے اطمینانی اور نا اتفاقی انسان کی سب سے بڑی شقاوت؛ جو شخص گھر میں خوش رہتا ہے وہ باہر بھی خوش رہے گا اور جو اپنے گھر میں رنجیدہ اور غیر مطمئن رہتا ہے وہ باہر بھی رنجیدہ اور پریشان ہی نظر آئے گا یورپ کے لوگوں کا خیال ہے کہ اگر کسی جرم کی تحقیق کرنا ہو تو سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کے پیچھے کسی عورت کا ہاتھ تو نہیں ہے لیکن ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ہمیں کسی اجتماعی مسئلہ اور کسی اخلاقی گراوٹ کی تحقیق کرنا ہو تو ہمیں دیکھنا چاہیے کہ اس میں گھریلو واقعات و اسباب کا کتنا دخل ہے۔

آج دنیا میں کتنے ایسے بڑے واقعات، اور جرائم ہوتے ہیں جو بظاہر اس سے غیر متعلق معلوم ہوتے ہیں لیکن تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا اصل سرچشمہ یہی خانگی فساد ہے اس میں کسی طبقہ اور مذہب کی تخصیص نہیں۔ ہر سوسائٹی میں اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں۔ بالخصوص اس طبقہ میں جس پر دین کا اثر زیادہ نہیں ہے یہ چیز زیادہ نمایاں ہے" دین سے میری مراد دین کا وہ سطحی اور ناقص تصور نہیں جس کا دائرہ صرف ظاہری چیزوں تک محدود ہے اس لئے کہ بہت سے دین داروں کے یہاں بھی ہمیں یہ چیزیں خاصی تعداد میں نظر آتی ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا دین چند دھندلی اور بے جان رسموں کا مجموعہ بن گیا ہے جو ان کی زندگی میں کوئی

پاکیزگی اور روح میں کوئی بالیدگی پیدا نہیں کرسکتا۔
ایک چیز جو ہمارے خانگی جھگڑوں اور ازدواجی مشکلات کا بڑا سبب ہے وہ یہ کہ ہمارے نوجوان کبھی کبھی جذبات سے مغلوب ہوکر یا کسی مادی منفعت کی خاطر انتخاب میں ذرا عجلت سے کام لیتے ہیں، بعد میں پتہ چلتا ہے کہ شوہر و بیوی کے مزاج، ذوق، رجحانات تصورات اور ذہنی سطح میں بڑا فرق ہے۔ کبھی محض حسن و جمال کی بنیاد پر لوگ اپنی شریک حیات کا انتخاب کرلیتے ہیں، لیکن اس عارضی طلسم کے ختم ہوتے ہی اندرونی بدصورتی اور باطنی عیوب جلد ہی ظاہر ہوجاتے ہیں۔ بعض لوگ انتخاب کے وقت ایک دوسرے کے مزاج کا صحیح اندازہ نہیں کرتے۔ اگر شوہر تیز مزاج، ذکی الحس ہے اور ذرا ذرا سی بات اس کو ناگوار گذرتی ہے تو بیوی اس کا خیال کرنے میں کوتاہی کرتی ہے جب وہ بات کرنا چاہتا ہے تو وہ غیر متوجہ ہوتی ہے اور لاپرواہی برتتی ہے ایک کے جواب میں دس سناتی ہے نتیجہ کیا ہوتا ہے؟

خلفشار، نااتفاقی اور جنگ، مثلاً بیوی سرخ رنگ پسند کرتی ہے لیکن شوہر اس کو سفید کپڑے استعمال کرنے کا حکم دیتا ہے یا کھانے کی کوئی قسم اس کو پسند ہے لیکن شوہر کو وہ مرغوب نہیں، وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کے میلانات اور خیالات کے تابع ہوکر رہے نتیجتاً انقباض پیدا ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ ہر بات ایک مستقل نزاع کی شکل اختیار کرلیتی ہے ایک اور بات جس کا ان خانگی جھگڑوں میں بڑا دخل ہے وہ یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کی ذمہ داریوں۔ مصروفیتوں اس کی سوشل ضرورتوں اور اجتماعی فرائض کا صحیح اندازہ نہیں کرپاتی، ہوسکتا ہے کہ اس کا شوہر ایک سیاسی آدمی ہو جس کو عوام کے ساتھ ربط رکھنا پڑتا ہو ممکن ہے وہ کوئی عالم ہو جس کے ساتھ تحریر و تقریر کی ذمہ داریاں وابستہ ہوں، لیکن بیوی اس کی ان مشغولیتوں سے تنگ رہتی ہو اس کے مطالعہ سے اکتا چکی ہو اور اس کے ہاتھ میں ہر وقت کتاب دیکھ کر چڑھ سی جاتی ہو، امام زہری مشہور عالم

آلات جدیدہ کے شرعی احکام
از مفتی محمد شفیع صاحب
نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال، ریڈیو، گراموفون پر تلاوت کلام پاک، اذان وغیرہ، ہوائی جہاز میں نماز، مسافت میں قصر، روزہ میں انجکشن، مریض کے بدن میں خون کے استعمال ریڈیو سے چاند کی اطلاع، ذبح کرنے کا طریقہ (قربانی) سنیما، ٹیپ ریکارڈ، مسمریزم وغیرہ کے مسائل پر نہایت مدلل، مبسوط اور سیر حاصل بحث کے بعد ان کے احکام بتلائے گئے ہیں۔ قیمت ۲/۲۵ علاوہ محصولڈاک

گزرے ہیں۔ ان کی بیوی جب ان کو کتابوں میں منہمک پاتی تھیں تو کہتی تھیں کہ یہ کتابیں میرے حق میں سوت سے زیادہ بڑھ کر ہیں۔ اس لئے اگر بیوی کا یہ فرض ہے کہ شوہر کے ساتھ انس و محبت کا برتاؤ رکھے تو اس کے ساتھ اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے علمی مشاغل اور اجتماعی مصروفیات میں حائل نہ ہو اور اس کے کسی کام اور کسی مشغلہ میں رکاوٹ نہ بنے۔

گھریلو امور میں شوہر

کی ضرورت سے زیادہ مداخلت بھی ہمارے خانگی مشکلات کا ایک بہت بڑا سبب ہے بہت سے لوگ گھر کے ہر چھوٹے بڑے کام میں بلاضرورت اپنی ٹانگ اڑا دینا چاہتے ہیں یہاں تک کہ باورچی خانہ میں پہونچکر وہ بیوی کو ہدایات دینا شروع کردیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوی شوہر کی ان غیر ضروری اور فضول دخل اندازیوں سے اکتا جاتی ہے اور دن بدن اس کی اکتاہٹ اور چڑچڑے پن

میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اگر شوہر کو اس کا حق ہے کہ بیوی سے اپنی مرضی کے مطابق کھانا پکوائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اس کے سر پہ سوار ہوکر اس کو کھانا پکانے کے آداب بھی سکھایا کرے۔ دوسری طرف بیوی لبا اوقات شوہر کی مالی حالت اور اس کی اقتصادی پوزیشن کا صحیح اندازہ نہیں کرپاتی، وہ چاہتی ہے کہ جس طرح کے کپڑے اس کی سہیلی پہنے تھی وہ بھی اسی طرح کے کپڑے پہنے، جو سامان اور فرنیچر اس کے یہاں تھا وہ اس کے یہاں بھی ہو، وہ یہ غور نہیں کرتی کہ اس کے شوہر کی مالی حالت اور اس کے شوہر کی مالی حالت میں کتنا فرق ہے۔ خاص طور پر کپڑوں کی خریداری کے وقت یہ چیز زیادہ نمایاں ہوتی ہے، شادی میں شرکت کے لئے ایک بہترین سوٹ چاہیے اگر فیشن بدل گیا ہے تو اس کو نئے فیشن کے مطابق ہونا چاہیے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شوہر کو سخت پریشانی اٹھانا پڑتی ہے اس کے

کیا ہم مسلمان ہیں
شمس نوید صاحب عثمانی
مصنف نے اپنے مخصوص ادیبانہ انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام، صحابیات اور آئمہ کرام کے دل گداز واقعات بیان کرتے ہوئے آج کے مسلمانوں سے ایک اہم سوال کرتے ہیں کیا ہم مسلمان ہیں، ہم نے جب بھی اس کے جواب پر غور کیا آنکھیں اشکوں سے اور دل سوز و گداز سے بھر گیا آپ دیکھئے اور پھر بتائیے کہ کیا واقعی ہم مسلمان ہیں؟
قیمت حصہ اول ۲/۲۵ حصہ دوم ۳/۰

بجٹ کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اس موقع پر یا تو وہ قرض لیکر بیوی کی خواہشات کی تکمیل کرتا ہے یا پھر لڑائی مول لیتا ہے اور کش مکش پیدا ہو جاتی ہے۔

بدگمانی بھی ہمارے خانگی سکون کی بہت ہی بڑی دشمن ہے بعض آدمی اپنی بیوی کی امانت داری پر شبہ کرنے لگتے ہیں۔ اگر کبھی ان کے روپے کم ہو گئے تو وہ تحقیق کرنے کے بجائے اپنی بیوی کی طرف سے بدظن ہونے لگتے ہیں اور اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں پھر جب ان کو یاد آتا ہے کہ یہ روپے تو تم نے فلاں موقع پر خرچ کئے تھے یا کسی ساتھی کو دیئے تھے تو ان کو پشیمانی اور ندامت ہوتی ہے لیکن اس وقت جبکہ نزاع کا تخم پڑ چکا ہے اگرچہ بعض عورتیں بھی ایسی ہیں جن کو اپنے شوہر کا مال اڑانے میں خاص لطف آتا ہے اور وہ بغیر کسی شرعی عذر کے اس کے ارتکاب کرتی ہیں، میں نے ایک خاتون کو ایک مجلس میں کہتے سنا کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر یا اپنے بیٹے کی جیب سے کچھ رقم اڑا لیتی ہے تو فرشتے فرط مسرت سے مسکرانے لگتے ہیں۔" یہ سراسر جہالت اور خدا پر افترا ہے۔

کبھی چھوٹی چھوٹی چیزیں بڑی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور بات کا بتنگڑ بن جاتا ہے، میں ایک ایسے آدمی سے واقف ہوں جس کی حال میں شادی ہوئی تھی، وہ ایک دفعہ مارکیٹ سے کچھ کپڑے خرید کر لایا اور اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے سوٹ کے لئے یہ کپڑا لایا ہے دوسرے دن جب اس نے بیوی سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے مذاق میں کہا کہ ہم نے اس کے کپڑے بنا لئے اس پر اس کو اتنا غصہ آیا کہ اس نے بیوی کا بکس کھولا اور اس میں سے تمام کپڑے نکالکر تالاب میں ڈال دیا، پھر قینچی لیکر اپنا موزہ ڈھونڈھنے لگا کہ اس کو کاٹ کر پھینک دے، بیوی نے جب یہ حالت دیکھی تو جلدی سے لاکر وہ کپڑا اس کے سامنے ڈالدیا اور بتایا کہ میں تو صرف مذاق کر رہی تھی، آپ سچ سمجھ گئے، میرے خیال میں اس سلسلہ میں عورتوں سے زیادہ قابل گرفت مرد ہیں اس لئے عورت تو مرد کی بات کسی نہ کسی طرح برداشت کر جاتی ہے

دو ہفتے ترکی میں

از مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے ایک دلچسپ اور پر از معلومات سفر کی روداد جس کے مطالعہ سے ترکی کے حالات کی واقفیت اور اہم شخصیات سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ بہترین کتابت طباعت مجلد قیمت 1/50

لیکن مرد عورت کا ایک جملہ سننا بھی گوارا نہیں کرتا، زبان دراز اور تیز طرار عورتوں کی بات الگ ہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

یہ ہماری خانگی مشکلات اور گھریلو الجھنوں کے چند اسباب ہیں۔ اگر ہم وہ تین حقائق اپنی نگاہوں کے سامنے رکھیں تو نہ صرف یہ الجھنیں دور ہو سکتی ہیں بلکہ اور بھی سارے مسائل درست ہو سکتے ہیں۔

(۱) ہم ازدواجی تعلق کو ایک مادی اور دنیاوی تعلق سمجھتے ہیں، ہمارا معیار حسن دولت اور شہرت ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم اس رشتہ کو ایک مقدس امانت اور خدا کی نعمت سمجھیں اور انتخاب کے وقت دین اور اخلاق کا معیار ہمارے سامنے رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "تم عورتوں سے محض ان کے حسن و جمال کی وجہ سے ان سے شادی نہ کرو بلکہ ہو سکتا ہے کہ ان کا حسن و جمال ختم ہو جائے۔ تم ان کے مال و دولت کی وجہ سے ان سے شادی نہ کرو، ہو سکتا ہے کہ ان کی دولت ان کو مغرور و سرکش بنا دے، تم دین کی بنیاد پر ان سے تعلق قائم کرو"

(۲) بحیثیت ایک دیندار اور صاحب عقیدہ قوم کے جس کا دین اس کو حسن اخلاق کی تعلیم دیتا ہے، ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے شوہروں اور بیویوں کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ رکھیں، میں ایسے شخص سے نفرت کرتا ہوں کہ گھر سے باہر تو خوش اخلاقی اور زندہ دلی کا مظاہرہ کرتا ہو اور گھر میں آتے ہی اس کی پیشانی پر تیوریاں چڑھ جاتی ہیں۔

(۳) خدا نے ہمیں ایک ایسے شادی کے ذریعہ ایک ایسے رشتہ میں باندھ دیا ہے جو زندگی بھر قائم رہے گا ایسی صورت میں اگر شوہر اپنی بیوی کو فراموش کر دیتا ہے، بیوی اپنے شوہر کی طرف سے لاپرواہی برتتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس لازوال رشتہ اور اس مقدس اور نازک امانت کا خیال نہیں کر رہے ہیں وہ خود غرضی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور ہمدردی اور محبت کے جذبات کی جگہ خود غرضی اور نفرت کے جذبات نے لے لی ہے۔ عصر اول کی عورتوں کا دستور بن گیا تھا کہ جب کوئی مرد گھر سے فکر معاش کے لئے باہر نکلتا تو اس کی بیوی یا بیٹی اس سے کہتی کہ دیکھو حرام کی کمائی سے بچنا، ہم فقر و فاقہ برداشت کر سکتے ہیں لیکن

ایک اہم دینی دعوت

از مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

اس رسالہ کا اصل موضوع عہد حاضر کی ایک اہم دینی دعوت (تبلیغی جماعت) ہے جس کے بانی کار مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے یہ مقالہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں لکھا گیا تھا۔ حضرت اس کو اول تا آخر سنا اور جگہ جگہ ترمیمیں بھی کرائی تھیں۔ قیمت ۵۰ پیسے صرف

جہنم کی آگ برداشت نہیں کر سکتے، وہ اپنے شوہروں کو جہاد اور راہ خدا میں نکلنے کی ترغیب دیتی تھیں۔ چنانچہ مردوں کو ان سے بڑی تقویت تھی اور ان کی بڑی ہمت افزائی ہوتی تھی۔

حضرت ابوصداح انصاریؓ کا واقعہ ہے کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالےٰ ہم سے قرض حسنہ چاہتے ہیں. آپ نے فرمایا! ہاں۔ انھوں نے کہا آپ اپنا دست مبارک عنایت فرمایئے آپ نے اپنا دست مبارک بڑھا دیا۔ انھوں نے کہا کہ میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنا باغ راہ خدا میں دے دیا. ان کے باغ میں کوئی چھ سو کھجور کے درخت تھے اور وہیں ان کے بیوی بچے قیام کرتے تھے. پھر باغ میں آئے اور اپنی بیوی کو آواز دی، بیوی نے کہا فرمایئے. انھوں نے کہا تم سب اس باغ سے ہٹ جاؤ میں نے اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے دے دیا ہے. بیوی نے ان کو بخت دست کہا نہ حیرت کا اظہار کیا نہ زیادہ پوچھ گچھ کی بلکہ وہ اپنا سامان و اسباب وہاں سے اٹھا لیا.

ان واقعات کے پیش نظر ہمیں ہر وقت ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہماری زندگی، صحت اور سعادت اتنی بے قیمت نہیں ہے کہ اس کو ان گھریلو جھگڑوں کی نذر کر دیا جائے، ہم ان جھگڑوں میں جتنا وقت جتنا سکون اور اپنی جتنی اعصابی قوت صرف کر دیتے ہیں وہ ان حقیر چیزوں کے مقابلہ میں جن کی خاطر ہم یہ جھگڑے مول لیتے ہیں بہت زیادہ قیمتی ہے.

سکون اور مسرت کا خزانہ آپ کے گھر میں موجود ہے، یہ بازار سے خریدنے کی چیز نہیں. آپ اپنی خانگی زندگی میں سکون اور مسرت پیدا کر لیں گے تو آپ کی ساری زندگی سکون و مسرت میں گزرے گی۔ ❊

حُسنِ معاشرت

مرتبہ:۔ محترمہ خیر النساء صاحبہ بہترؔ

مسلمان لڑکیوں کو سبقاً سبقاً، پڑھانے کی کتاب میکے سے سسرال تک کام آنے والے مسائل اور ہدایات کا ایک بہترین مجموعہ، بچوں کی بیماریاں اور ان کا علاج شب و روز کے معمولات پر مشتمل ایک مختصر مگر کامیاب کتاب قیمت ۵۰ پیسے

بابِ کرم

از امۃ اللہ تسنیم

مناجات و سلام کا ایک مختصر مجموعہ دین و ادب کا ایک شاہکار ہر ایک کے پڑھنے کے قابل قیمت ۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

حورِ جنت

حضور سہسوانی

جو محافظ ہو اپنی عصمت کی — مالکہ ہو جو اچھی خصلت کی
قدرداں ہو جو اپنی عزت کی — ہے وہ خاتون حورِ جنت کی
ماہ پارہ بھی ماہ رو بھی ہو — نیک طینت بھی نیک خو بھی ہو
دھوم ہو جس کے حسن سیرت کی — ہے وہ خاتون حورِ جنت کی
اچھے اوصاف کی جو مالک ہو — جو رہِ دلبری کی سالک ہو
اور تصویر ہو محبت کی — ہے وہ خاتون حورِ جنت کی
جان شوہر پہ جو چھڑکتی ہو — اور بچوں کو پیار کرتی ہو
ہو پرستار جو محبت کی — ہے وہ خاتون حورِ جنت کی
میکے والوں کو جو کہ پیاری ہو — ساری سسرال جس پہ واری ہو
دھوم ہو جس کے حسن عادت کی — ہے وہ خاتون حورِ جنت کی
نام اللہ کا جو لیتی ہو — ہر سوالی کو بھیک دیتی ہو
ہاں جو پابند ہو شریعت کی — ہے وہ خاتون حورِ جنت کی
جو ہراساں نہ ہو مصیبت میں — مسکراتی ہو جو مصیبت میں
ایک تصویر ہو قناعت کی — ہے وہ خاتون حورِ جنت کی
قوم پر جاں نثار کرتی ہو — دین سے اپنے پیار کرتی ہو
ہو جو ہمدرد قوم و ملت کی — ہے وہ خاتون حورِ جنت کی
ایسی خاتون ایک رحمت ہے — ایسی خاتون ایک نعمت ہے
کیجئے قدر ایسی عورت کی
ہے وہ خاتون حورِ جنت کی

مذہبی کتابیں

اسلام کیا ہے ؟	۲/۵۰	کلمۂ طیبہ کی حقیقت	۰/۵۰
معارف الحدیث کامل ۴ حصے مجلد	۲۷/۰	نماز کی حقیقت	۱/۲۰
آپ حج کیسے کریں ؟	۲/۰	کفر و اسلام کے حدود	۴/۰
آسان حج	۰/۶۰	زاد سفر اول و دوم	۷/۵۰
حجۃ الوداع	۱/۰	تعلیم الاسلام	۰/۳۷
فضائل حج	۳/۰	اسلامی زندگی	۰/۲۵
رفیق حج	۱/۵۰	رسالہ دینیات	۱/۵۰
فضائل نماز	۰/۸۰	حقیقت توحید	۱/۱۲
فضائل تبلیغ	۰/۳۰	حقیقت تقوی	۰/۷۰
فضائل ذکر	۱/۷۵	اسلامی قانون	۰/۶۵
فضائل قرآن مجید	۰/۶۰	نور الایمان	۰/۲۵
فضائل رمضان	۰/۵۵	فضائل صدقات مجلد چرمی	۷/۵۰
فضائل درود شریف	۱/۷۵	〃 سادہ	۶/۰
تبلیغی نصاب مجلد چرمی	۸/۰	تبلیغ کیا ہے ؟	۲/۲۵
〃 سادہ	۶/۰	چھ باتیں اردو	۰/۴۰
مرنے کے بعد کیا ہوگا ؟	۳/۲۵	〃 ہندی	۰/۶۰
برکات رمضان	۱/۰	〃 انگریزی	۱/۰
دین و شریعت	۳/۷۵	تعلیمات اسلام	۳/۵۰
قرآن آپ سے کیا کہتا ہے ؟	۵/۰	اسلام تلوار سے نہیں پھیلا	۰/۷۵

ملنے کا پتہ
مکتبۂ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ

اخلاق کی فتح

ترجمہ: سعید الرحمٰن اعظمی

سلطان صلاح الدین کی فوج عیسائی فوجوں سے ٹکر لے رہی ہے، دشمنوں کے جوان، بوڑھے عورت مرد، بچے سبھی میدانِ جنگ میں نکل پڑے ہیں اور جنگ جاری ہے ادھر مسلمانوں کی فوج کے خیمے لگے ہوئے ہیں۔ اور یہ لوگ پوری بہادری کے ساتھ دن رات دشمنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

اس جنگ کی ایک رات کا واقعہ ہے جبکہ ہر طرف سناٹا چھا چکا ہے اور صلاح الدین اور اس کے ساتھی سو چکے تھے کہ اچانک ایک عورت عیسائیوں کے خیمے سے چیختی پکارتی ہوئی فوج اور پہرہ داروں کے درمیان سے گذرتی ہوئی مسلمانوں کے خیمے تک پہنچی۔ جہاں اس کو فوج کے افسر نے روک لیا۔ اور پوچھا کہ کہاں جا رہی ہو؟

اس نے پوری قوت کے ساتھ جواب دیا صلاح الدین کو تلاش کرتی ہوں۔ صلاح الدین کو!

عورت کو صلاح الدین کے پاس پہونچایا گیا تو وہ سو رہا تھا۔ اس کو لوگوں نے جگا دیا۔ اور کہا کہ ایک مظلوم عورت آپ سے کچھ کہنے آئی ہے، اس وقت اسلامی لشکر کے تمام بڑے بڑے سردار سو رہے تھے صلاح الدین نے ان سب کو جگا دیا۔ اور عورت سے نہایت مہربانی اور نرمی کے ساتھ پوچھا کہ کیا بات ہے؟

عورت رونے لگی اور پھر چیخ کر بولی کہ اے بادشاہ آپ کی فوج سے مجھ کو سخت شکایت ہے۔

صلاح الدین کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور پوچھنے لگا کہ میری فوج نے کیا کیا ہے؟

عورت نے جواب دیا۔ کل آپ کے ان سپاہیوں نے میرے شوہر (لوئیس) کو گرفتار کر لیا تو میں نے کہا کہ چلو اپنے خدا کی راہ میں پکڑا گیا۔ اور آج رات کو ابھی چند گھنٹے پہلے آپ کی فوج کے کچھ ڈاکو میرے محبوب بچے کو اڑا لے گئے، یہ بچہ میری تسلی کا سامان

تھا اور اپنے باپ کی گرفتاری کے بعد میرا سب کچھ وہی تھا اس وقت میں آپ سے صرف اپنے اس پیارے بچے کو چاہتی ہوں ورنہ آپ خیال رکھئے کہ اس فوج کی ساری حرکتوں اور کاموں کے ذمہ دار آپ ہی ہیں. اور پھر جوش میں کہنے لگی.

اے کافرو! میں اپنے بچے کو تم سے مانگ رہی ہوں اپنے بچہ کو!

عورت کا مزاج دیکھ کر اور اس کی باتیں سنکر صلاح الدین خاموش ہو گیا اور فوج کو حکم دیا کہ فوراً لشکر چھاؤنی اور اس کے قریب کی جگہوں سے اس عورت کے اس بچہ کو تلاش کر کے لائیں.

تھوڑی دیر کے بعد فوج والے کچھ اجنبی ڈاکوؤں کو پکڑ کر لائے، جو بچے کو لے گئے تھے. عورت بچے کو دیکھتے ہی اچھل پڑی. اور اس کو اپنے سینے سے چمٹا لیا. اور اس کے چہرے کا بوسہ لینے لگی اور محبت کے گرم گرم آنسو اس کی آنکھوں سے نکلکر بچے کے رخسار پر گرنے لگے

اب عورت کو سکون حاصل ہو چکا تھا اور وہ صلاح الدین کی طرف متوجہ ہو کر اس کا شکریہ ادا کرنے لگی، لیکن صلاح الدین نے تھوڑی دیر کے لئے اس سے مہلت چاہی اور اس کے قیدی شوہر کو طلب کر کے اسی وقت اس کو رہا کر دیا. اور کہا کہ جاؤ اپنے سرداروں سے ہمارے متعلق کہدو کہ ہم لوگ ظالم اور سرکش نہیں ہیں بلکہ ہم رحم کرتے ہیں. ہم لڑائی کرنے اور تباہی پھیلانے کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہیں بلکہ ہمارا مقصد امن اور سلامتی قائم کرنا ہے، ہمارا دین اتفاق سکھاتا ہے، دلوں کو آپس میں ملاتا ہے، بھائیوں کے درمیان پھوٹ نہیں پیدا کرتا. اور نہ ان کے دلوں میں کینہ و عداوت کا بیج ڈالتا ہے، جاؤ اپنے ان بڑے سرداروں سے کہہ دو کہ ہم اسی اخلاق کی بدولت کامیاب ہوں گے اور یہی دین ہماری فتح کا پیش خیمہ ہے.

صلاح الدین یہ کہہ کر اٹھ ہی رہا تھا کہ یہ دونوں میاں بیوی پورے جوش و خروش کے ساتھ یہ نعرہ بلند کرنے لگے کہ تمہارے پاس رحم و انصاف ہے اور ہمارے پاس سخت دلی اور ظلم ہے اور پھر کہا کہ ہم کو بھی آپ اس رحمت و انصاف کی فوج میں داخل کر سکتے ہیں.

جملہ کتابیں اس پتہ سے طلب فرمائیے "مکتبہ اسلام گوئن روڈ لکھنؤ"

صلاح الدین نے کہا:-

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہو اور اس کلمہ پر اپنے دل سے ایمان لاؤ.

دونوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا اور یہ دونوں میاں بیوی مسلمانوں کی چھاؤنی میں اپنے خیمہ کی طرف جا رہے تھے اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ برابر ان کی زبانوں پر جاری تھا اور فضا مسلمانوں کے نعرہ تکبیر سے گونج رہی تھی.

رحمتِ عالم

حضرت بہزاد

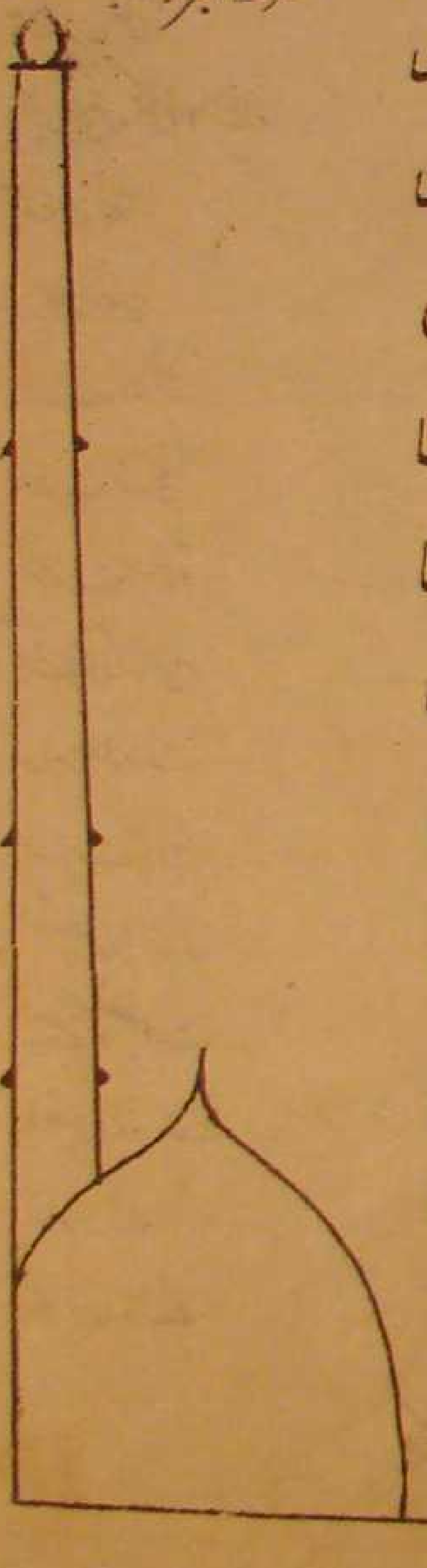

اے رحمتِ عالم اے رحمت کل یہ لطف و عنایت کیا کہنا
ہر خاطی کی ہر عاصی کی خالق سے شفاعت کیا کہنا
تم اشرفِ عالم فخرِ زماں تم نازشِ دوراں نازِ جہاں
اے ختم پیمبر کیا کہنا، اے ختم نبوت کیا کہنا
دشمن پہ کرم دشمن کو اماں اللہ ری سخا اللہ ری وفا
یہ رنگِ کریمی کیا کہنا یہ شانِ رسالت کیا کہنا
فاقوں پہ بھی شکرِ ربِّ علا سجدے میں جبیں دل محوِ خدا
یہ فخر و ریاضت کیا کہنا یہ زہد و عبادت کیا کہنا
معراج میں حق نے بلوایا سرتاجِ نبوت فرمایا
یہ شان یہ رفعت کیا کہنا یہ جاہ یہ عظمت کیا کہنا
یہ نعت نبی کا صدقہ ہے اک روز مدینے جائے گا
بہزاد کا عالم کیا کہنا بہزاد کی قسمت کیا کہنا